

JULY 1971

ମା







श्री स्वामी गोविन्दानन्द जी



# روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک



بیاس پوجا یعنی گورو پرنا نمبر  
**فہرست مضامین**

بابت ماہ جولائی ۱۹۷۱ء

چند سالانہ 15 روپے

دی پنی منگوانے پر 2 روپیہ زائد

یعنی سترہ 7 روپے

محالک غیر سے 25 روپے

رقم بذریعہ فارن پوسٹ مئی آرڈر بھیجنے کی

گپرا کریں (پوسٹل آرڈر یا چیک رسالہ نہ کریں)

ایڈیٹر

**گورکھ ناتھ سندھ**

شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	فہرست مضامین	..	۱
۲	گورو پوجا (نظم)	کوی لوکتا تھ دل	۲
۳	بیاس پوجا بھینٹ	شری سوامی شاشوت آندجی	۳
۴	زیدار خندا (نظم)	حکیم چاندی رام جی مسرور	۵
۵	نور حقیقت	ایضاً	۶
۶	شنکر دگ وجے۔ آدجگت گورو شری ۱۵۵۵ء سوامی شنکر اچاریہ جی	سوامی رام	۷
۷	جلوہ کھنار	ایضاً	۱۰
۸	کھیا گرتھی گنگا	ایضاً	۱۳
۹	شریمان تپتوی جی ہماراج	شری لالچ چند کوبلی	۱۴
۱۰	دربار میں تیرے کسی شے کی کمی نہیں	شری بنارسی داس زخمی	۱۸
۱۱	دارشک استو پر ہما تاروں کے دیا کھیان :-		
۱۲	دیا کھیان نمبر ۱	سوامی گوہند سری جی ہماراج	۱۹
۱۳	۲	سوامی گوہند سری جی ہماراج	۲۲
۱۴	۳	سوامی گوہند سری جی ہماراج	۲۴
۱۵	۴	سوامی گوہند سری جی ہماراج	۳۱
۱۶	۵	سوامی گوہند سری جی ہماراج	۳۴
۱۷	۶	سوامی گوہند سری جی ہماراج	۳۶
۱۸	۷	سوامی گوہند سری جی ہماراج	۳۹
۱۹	سنگورو سے پارتھنا۔	گورو گرتھ صاحب کی بانی سے۔	۴۱
۲۰	چیل درویش (چھپے سادھو کی کہانی)	شری تہر صاحب	۴۳
۲۱	دھکا پھٹتی دھکا (نظم)	کوی لوکتا تھ دل	۴۹
۲۲	سومنا تھ پر حملہ	شری امرت لال سرپال	۵۳
۲۳	ہندو دھرم اور سورتی پوجا۔	شری عین ناتھ کھٹہ صفی	۵۶

۴۲ تا ۶۱ صفحہ سوامی گوہند سری جی ہماراج



# گورو پوجا۔

از: شری گورو ناتھ داس - دہلی

ویس پورنما کے دن شری ویس جی کی پوجا ہوتی ہے۔ اور اُن کی ہی اپنے شری گورو دیو میں بھاؤنا کی جاتی ہے۔ پوجا کی جاتی ہے۔ چندن سے دھوپ دیپ سے پھول سے۔

سدا رگ دکھلانے والے      سدا رگ پہ چلانے والے  
 کر کے دُور اندھیرا سارا      اُجولتا میں لانے والے  
 کروں ایسے گورو دیو کی پوجا  
 جن سمان جگ میں نہیں دُوجا  
 بر بھو کا بھید بتانے والے      پر بھو سے میل کرانے والے  
 جن کے لئے ترس گئیں آنکھیں      اُن تک جو پہنچانے والے  
 کروں ایسے گورو دیو کی پوجا  
 جن سمان جگ میں نہیں دُوجا  
 کلی کو پھول بنانے والے      مسکنا ناس کھلانے والے  
 آشا کی پھیک راہوں پر      سندر شمن کھلانے والے  
 کروں ایسے گورو دیو کی پوجا  
 جن سمان جگ میں نہیں دُوجا  
 جیون مدھر بنانے والے      جیون کو سرسانے والے  
 جیون کی ستونی راتوں میں      چندر کا بکھرانے والے  
 کروں ایسے گورو دیو کی پوجا  
 جن سمان جگ میں نہیں دُوجا  
 دل میں پیار جگانے والے      دل کی آس پجائے والے  
 دل بھٹکا تھا جن کو سچ کے      اُن سے سوئم ملانے والے  
 کروں ایسے گورو دیو کی پوجا  
 جن سمان جگ میں نہیں دُوجا



# خطوط گوہر

از قلم شری ۵۵ سوامی گوہر اندی جی ہماراج

خط نمبر ۳۰ — از جھوں — ۸۔ ساون سہ ماہ ۱۹۹۴ ف

نوٹ: یہ خطا ہمارا دولت رام (موجودہ سوامی شاشوت اندی) نے پوجیہ سوامی جی کو ارسال کیا تھا

## بیاس پوجا بھینٹ

پریم پوجیہ ہرزہ سہراٹ ست گورو دیو شری تری برہم نشی شری ۵۵ شریمان سوامی جی ہماراج اوم سنگھ مسکار۔ مذہب پر نام۔ جے سچا مند۔

بیاس پوجا کا یہ پریم پوتر دن سوکھا گیش پھر پراپت ہوا ہے جس سے شری شری شری ۸۔ ۱۱ بھگوان ویدویاس جی ہماراج تمہارا آپ کی پریم انوکھ ثابت ہے۔ دراصل انوکھ یہی ہے کہ اکیان اندھکار اورت ہو کر برہم ویدیا کا اُجالا چاروں طرف پورٹا ہے۔ اور تمام نام روپ عین استی بھائی پرئیہ روپ ہو کر بھاس رنا ہے۔ اگرچہ اکیان کافی میں بھی یہ ستا پرکش ورت اپرکش ہی تھی۔ جیسا کہ رتو سہرپ میں کیول رتو ہی اکیان کال میں بھی موجود ہے۔ مگر اکیان ویش اُن ہوتا سہرپ اُسکی جگہ پر تیرت ہوتا تھا۔ جس کے باعث خوف اور ہتھکڑا ہٹ ہو رہی تھی۔ مگر اب سہرپ گورو دیو پوجی کر پاسے وستو کا بھٹا رکھتے ہوئے پراپت ہوا۔ اور یہ سہرپ ہوا کہ ماضی (بھوت کال) حال (ورتمان کال) اور مستقبل (بھوینیت کال) تینوں زمانوں میں بیس ہی پنج کوش اتیت اور تینوں دیہوں کی قید سے آزاد تھا۔ مگر وہم کے باعث تمام سنسار روپی درشیدہ موجود اور میر اپنا آپ نابود سا ہو رہا تھا۔ آپ تمام سنسار کے بے غرض ہتھکاری اور حشر فیض نے نظر عنایت کی تو اندرونی آئنا بھوں کا موٹی بھانہ رفع ہو کر اصلی نظر پراپت ہوئی امید یہ ثابت ہو گیا کہ

بینائی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے  
کیونکہ آتم وستود دیکھنے سننے اور جاننے میں نہیں آ سکتی۔ اور جاننا اصل میں یہی ہے کہ میں جانتے والا کسی کے جاننے یا دیکھنے میں نہیں آ سکتا۔

جب تک یہ خیال تھا کہ جانیں اور سمجھیں گے تب تک کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اور نہ جانا گیا۔ جب شری ویدویاس جی ہماراج دارہ مرتب ویرانت شاستر منشد گینا آؤک تھا ہر شری رشتہ جی ہماراج کرت ہمارا مائیں اور شکر آچار یہ جی ہماراج کا سدھانت نہی سوامی رام تیرکھ جی ہماراج کے انوکھ سے بل ملا کر گوہر پرکاش کے روپ میں پرکاشت ہوا۔ تو اکیان روپی شری گورو دیو روپی چید پرکاش کے اندر سے چمکا۔ تب عجائب العلم آؤک کے مصنف



شری یا دانیکنگہ سنگھ جی کی طرح یہ کہنے کی جرات پیدا ہوئی کہ مہاکاش میں جگنو دت یہ برتی ہرنیہ گرجہ اور غلب اور دما رن کی صورت میں تمام سنسار کو اپنے اندر لئے ہوئے تھی۔ اس کے اندر رہا ہر اور نیچے دائیں بائیں اُس کا پرکاشک ہیں سنت گیان آئندہ اور پورن روپ برہم ہوں۔ اس کے بھاو اچھاو کو گیان کے پرکاش سے پرکاشیت کر رہا ہوں تو لا انتہا جگہ میں لا انتہا سکھ کا ستر پاپا جس کا میان زبان سے محال بلکہ ناممکن ہے۔ اور علمی طور پر یہ صلا نکلی۔۔۔

"انالحتی" "اشنک برہم سہی" اور معلوم ہوا کہ شری سنت گورو دیو بار بار اسی حقیقی دید کو پراپت کرنے کے لئے اشارہ فرمایا کرتے تھے "تنت تو م اسی" اور یہی اپنا آپ کہیں ایشوری نام روپ سے موسوم تھا۔ اور کہیں جو بکھاو میں اپنے آپ کو مان رہا تھا۔ بلکہ یہی مطلق تمام مفید حالت میں سنسار کے نام روپ میں ظاہر تھا یہی سائر سیر عروجی اور نزوی (انفسی اور فانی) کے اندر سیر کرتا ہوا بھی انسان اور اڈول الوہیہ روپ ہے۔ یہ تمام سیریں ناسوت ملاوٹ اور جبروت واحد لا ہوت میں پہنچنے بلکہ ہاتھوت پر رسا کرنے کا زنیہ ہیں۔ اور ان تمام کثرت وغیرہ کے اندر ظہر مروتا ہوا اخفا میں اظہار کا جلوہ ظاہر کر رہا ہے بقول حضرت نیاز سے

چادر سے موج کی نہ چھپے چہرہ آب کا  
برق حجاب کا نہ ہو برق آب کا  
اپنا حجاب آپ ہے تو اے میاں نیاز  
اٹھنے میں تیرے جوتا ہے اٹھنا حجاب کا

اس حقیقی راز کے افشا ہونے پر یہ سیدھ ہو گیا۔ کہ کایک واجک مانسک شہہ اشہہ دھرموں سے اتیت سب کا پرکاشک میں شدہ گیان ستر روپ امرت روپ اور اتندریہ پرتیہندریہ (اندریوں سے رہت) ہوں۔ اس بودھ کی آپ دوارہ بتلائی ہوئی یکتی تمام سنسار کو چھوڑ دلاں روپ جانتا ہے بھر سکھ دکھ کہاں؟ کیونکہ بقول جھگووان وشنشٹ جی ہمارا ج۔

चिद्धिलासः प्रपन्नोऽयं सखेते दुःखदा कथम् ।

किमिन्द्र वारूणि राम सितया कटकीकृता ॥

ہے رام جی۔ پر پتچ کیا ہے کیوں چین دیو کا ولاں ماتر ہے پھر یہ دکھ دانی کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا کھانڈ کی بنی ہوئی اندرائیں کڑوی ہوئی ہے؟ نہیں نہیں وہ تو عین کھانڈ ہونے سے سیٹھی ہی ہے۔

हरिरेव जगत जगदेव हरि हरितो जगतो नहि भिन्नत्सु  
इति यस्य मति परमार्थ गति इ नरः भव सागर मुत्तरति ॥

ہری ہی جگت اور جگت ہری روپ ہی ہے۔ اور ہری اور جگت میں لچک ماتر بھی جھید نہیں۔ یہ جس کی دڑھ متی ہے۔ اُس کی ہی پر مار تھ گتی یعنی ملتی ہے۔ فری پرنش بھو ساگر سے تر سکتا ہے۔ اسکی علی دیا کھیا چو تھتی پانچویں چھٹی اور ساتویں جھو مکا میں آئندہ پر پیر کی ردھی سے منو ناش اور واسنا کھشے تو گیان کی مسلسل زنجیر کی تین لڑائیوں سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس درجہ پر پہنچ کر زبان حال سے وہ یوں فرماتا ہے۔



میں وہ خالق ہوں میری کن سے خدا پیدا ہوا

اب تو ہر برقی روپی کرن اصلی پرکاش کی منظر ہے کیونکہ یہ آسمانہ کبھی لوپ نہیں ہوتا۔ اس کا کثرت اظہار کا حصہ ہی اس کا پردہ بن رہا تھا۔ جو اب لیان سے بجائے پردہ کے ذریعہ دیدار ہو گیا ہے۔ بقول شری سوامی رام تیرکھ جی ہمارا جی سے

یہ عریانی بُرخ خورشید کی خود پردہ حائل تھی

ہو اب فاش پردہ ستر ارجانا مبارک ہو

لیکن اس حقیقت افشائی کی عینک شفا دہندہ خلق شری ویدیشیا س جی ہمارا جی کی گدی پر سقوت شری سوامی جی سوامی رام تیرکھ جی ہمارا جی کے پریم پیارے ویدانت غناستر کے ستارے اُن کے جانتیں پریم آئندہ مگن شریمان ۱۰۸ شری سوامی جی شریمان کو بند آئندہ جی ہمارا جی کے سولے اور کہاں دستیاب ہوئی۔ اگرچہ جگت میں اور ہاتھ پاؤں کی موجودگی سے بھی انکار نہیں ہو سکتا مگر جن کی اپار کر یا بے غرضانہ طور پر شامل حال ہو ہمارے وہی سب کچھ ہیں۔ پس یہ چند حروف بطور بھینٹ اس پوتر دوس پر حضور کے چرن کملوں میں شری صاحبہت نمرتا اور رتنے پور باب ارجن کے بجائے ہیں۔

برگ سبتر است تحفہ درویش

گر قبول افتد ہے جز و شرف

اچھن آسمان رام

## دیدار خدا

(از قلم حکیم چاندی رام جی سترور)

نرد کامل سے ملے آنکھ تو بالا ہو جائے  
ہر نظر عقوۃ تقدیر کشا ہو جائے  
اسم اور جسم کا احساس ہوا ہو جائے  
جذبیہ مرکب بڑھے جد سے ہوا ہو جائے  
خود میں خود کے سما جائے تو مجذوب بنے  
پردہ اٹھ جائے دُئی کا تو بشر اے ہمدم

ذرتے ذرتے میں خدا جلوہ نما ہو جائے  
ہر ادا قابل تقلید ہوا ہو جائے  
دم میں یہ آئینہ قلب جلا ہو جائے  
الغرض طالب حق تارک الدنیا ہو جائے  
ہو کے مجذوب شبہ ارض و سما ہو جائے  
عظمت بندہ تسلیم و رضا ہو جائے

یہ حقیقت ہے کہ منزل یہ پہنچ کر مسرور  
ایک اندھے کو بھی دیدار خدا ہو جائے



# نور حقیقت

از قلم حکیم چاندی رام جی مسرور

جلوہ افکن وہ نہ کہے میں نہ بت خانے میں ہے  
لب پہ ہے جو وہ ہر اک تسبیح کے ڈانے میں ہے  
کون جن شمع میں ہے کون پروانے میں ہے  
دیکھ پوشیدہ وہ تیرے دل کے کاشانے میں ہے  
یاں بھر کا فرق اپنے میں نہ بیگانے میں ہے  
راز عمر جاواں لبس جان کے جانے میں ہے  
چھین کب اربعہ عناصر کے بکھر جانے میں ہے  
کیفیت جو بادۂ وحدت کے پیمانے میں ہے  
لطف جذب ذات حق خود سے سما جانے میں ہے  
لاز میں جو لطف ہے کب لازم کھل جانے میں ہے

پر تو نور حقیقت دل کے کاشانے میں ہے  
کس کو زاہد ڈھونڈتا ہے کسی ہے تجھ کو تلاش  
نور ہے محفل میں کس کا کون ہے جلوہ فشاں  
لامکاں جب کو سچو رکھا ہے تو نے شیخ جی  
گراٹھا کر دیکھ آنکھوں سے حجابِ غیریت  
توڑوے سب سے تعلق ایک پر کر جاں نرشار  
پتھ تلو بہ ہے قلب کو جنت تک ہو حاصل سکوں  
وہ سرور انگیز یاں حاصل نہئے میں ہو سکیں  
خود میں گنے سے تو ہوا گاہ اپنی ذات سے  
کشف مت کر کاشف راز حقیقت حق کے راز

یاد کر مسرور اسکی ہے بھروسہ دم کا کیا  
ورنہ ایسی زندگی سے لطف مر جانے میں ہے

## گوپند پرکاش (ہندی)

مصنف شری سوامی گوپند آنند جی مہاراج

قیمت  $3\frac{1}{2}$  روپے علاوہ ڈاک خرچ ۱/۹۵

دفتر رسالہ اوم دہلی سے حاصل کر کے اتم گیان کو  
حاصل کریں



اوم

سلسلہ

قسط 5

# شکر دگ وب

(شری سوامی ستیا تندی جی ہاراج کی ہندی پستک سے اقتباس)

**شکر کی کمارل بھٹ سے بھینٹ :-** کمارل بھٹ میمانسم شاستر کے اچاریہ تھے۔ پریم استک مہان پرش تھے۔ انہوں نے وید وڈھ بودھ مت والوں کے شاستروں کو ان کے ہی اچاریوں سے پڑھا۔ اہنساکے پوجاری بودھوں نے جب دیکھا کہ یہ شخص تو ویدوں کو ماننے والا اور بودھ مت کا انویائی نہیں ہے۔ اس لئے اس کو ختم کر دینا چاہئے۔ چنانچہ بودھ و دیا تھیوں نے اسکو پکڑ کر اونچے محل کی اتاری سے نیچے گرا دیا۔ لیکن الیشور کی کرپا سے وہ زخ گئے۔ پھر انہوں نے تمام ویدوں اور شاستروں کا اڑھین کیا۔ اور بڑے بڑے بودھ پندتوں کو لاکارا اور پرست کیا چونکہ انہوں نے ویدوں کی بندیا بودھ اچاریوں کے مکھ سے متفق تھی۔ اسلئے اس پاپ کی نوزتی کے لئے انہوں نے اپنے شریر کو گھاس پھوس کی آگ میں جلا کر پراشچوت کیا۔ جب شکر اچاریہ جی انکو ملنے کے لئے پریاگ راج گئے۔ تو ان کا شریر الگنی میں جل رہا تھا۔ البتہ ان کے چہرے پر ابھی آگ کے شعلے نہیں پہنچے تھے۔ شکر نے ان کو کہا کہ آپ جیسے مہان ودوان کا اس جہاں سے چلا جانا خصوصاً موجودہ وقت میں جبکہ ویدک دھرم کا ناش کرنے کیلئے بودھ مت زوروں پر ہے اچھا نہیں۔ اسلئے آپ مجھے آگ دیں کہ میں منتر شکتی سے اپنے کندھل سے گنگا جل بھڑک کر آپ کے شریر کو پتہ (دوبارہ) تندرست کر دوں لیکن کمارل نے کہا کہ مجھے فقط آپ کے درشن کی انتظاری تھی۔ جہاں آپ جیسے ساکشات شکر کے ادا شرٹی پر پدھار چکے ہوں۔ وہاں اب میری ضرورت نہیں۔ اس لئے مجھے پرستیت کرنا سے یہ روئیں۔ آپ بودھوں کی پرست کرتے (جیتنے) کی سمجھ رکھتے ہیں۔ بودھ لوگ ویدوں کو برمان روپ نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ وید میں دویت اور ادویت دونو قسم کے منتر ہیں۔ کچھ منتر ایسے ہیں جن کا کوئی ارکھ نہیں نکلتا۔ رگ وید

॥ अधःस्विदासीद उपरिस्विदा सीत ॥

یہ منتر ایک ہی وستو کو اوپر تھا نیچے بتلا کر اس کے دشنے میں سند یہہ (شلوک) پیدا کرتا ہے۔ کچھ منتر وپریت ارکھ کے برتی پادک ہیں جیسے (تہ ۰۳۰) **अथोत प्रावाणः** ان میں پتھروں سے مٹنے کی پراکھن کی گئی ہے۔ بھلا بڑ پتھر بھی کبھی بات سننے یا کام کرتے ہیں۔ کچھ منتر بڑھ باتیں بتلاتے ہیں۔ کوئی لہر کو ایک روپ بتلاتا ہے۔ **दुःसहस्ररुपः**

مندرجہ باتیں وید (شرقی) کے مخالفوں نے کہی ہیں جن کا اثر میمانسم شاستر نے مکمل اور مفصل حیرا ب دیا ہے :-  
وید منتر سند یہہ (شلوک) پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ بدھی بھڑٹ (کم عقل) لوگوں کو ان میں سند یہہ ہو جاتا ہے۔ یہ انکی بدھی کا دوش ہے۔ جگت کارن روپ برجم ویا پاک ہونے سے اوپر نیچے سر و تر ہے۔



اجتین و ستو (پتھر) میں بھی چیتن ابھیسانی دیوتا کا نو اس ہے اس کو ہی لکش بنا کر  
مورتی کی اُستھ کی جاتی ہے۔ پتھر یا دھانت کی نہیں۔ بلکہ چیتن (پر ماتما) کی +

ایک ہی رُدر اپنی ہما سے ہزاروں ہوتے ہیں۔ اس میں کسی پرکار کا دیا گھات (سنشے) نہیں ہے جینی سوتر ۳۹-۲-۱۹  
اوسان پر شاہر بھاشیہ اُڑی میں دیکھ لیجئے۔

کمار ل بھٹ نے پھر کہلا۔ تی شکر! آپ نے اُریہ جنوں کے کلیان کیلئے نیز ازویت مارگ کی رکھشا کیلئے اوتار دھارن  
کیا ہے۔ اگر آپ کا ورش مجھے کہیں پہلے ہو جاتا تو میں کراتارکھ ہو جاتا۔ اور مجھے یہ بھیا ناک پراپتخت نہ کرنا پڑتا۔  
شکر بولے۔ وید اور شاستروں کے اوتسار کرم مارگ میں پرورت آپ تو سوامی کارنگیہ کے اوتار ہیں۔ آپ نے  
یوہوں کو جیتنے کے لئے جو کہ کرم مارگ اور شرمتی کے بے مکھ اپنا من گھڑت بندھانت پیش کر کے لوگوں کو صحیح سنا سناتن  
مارگ سے گمراہ کر رہے ہیں۔ کو پر است درخت کیا ہے۔ آپ وحشیہ ہیں۔

کمار ل بھٹ بولے: ہے اُپیشاک شرمونی! بھوساگر سے پار کر دینے والا تجھے آخری اُپیش دیکھے۔ بیدی آپ ویدنت  
مارگ کو پرکاشت کرنا چاہتے ہیں۔ تو دو دانتوں میں شرنیٹھ پر بندھ منڈن مشر شرم کو جیتئے۔ وہ کرم یوگ مارگ کے اونیائی  
ہیں۔ وہ ویدک کرم میں تیز پرورتی شاستر میں نرت۔ اور جہان گر مسقی ہیں۔ اُن کی استری کو اُن کے سمبندھی امتبانام سے پکا  
تے ہیں۔ وہ سرسوتی کا اوتار ہیں۔ دُر و اسارشی کے (کسی کارن وش) شاپ سے اُنہوں نے منش شرم دھارن کیا ہے۔ اس  
سے اُس کا نام اُچھے بھارتی ہے۔ آپ اُس کو ساکھشی بنا کر منڈن مشر کے سلکھ شاستر ارتھ کر کے وش میں کیجئے وہ  
آپ کے بھاشیہ پر وار تک بنائیگا۔

اب مجھے تارک منتر کا ایدیش دیکر کراتارکھ کیجئے۔ ہے بنا کارن کو پا کرنے والے! آپ ایاک کھین (لمحہ) کیلئے یہاں  
اپتخت رہیے (بھڑیے) جب تاک میں یوگیندروں کے دوارہ ہرزہ کنوں میں چیتن کرنے یوگیم آپ کے روپ کو دیکھتا ہوا  
اپنے پرانوں کو چھوڑ دوں۔

بھگوان شکر اچاریہ جی نے کمار ل کو برہم کا اُپیش دیکر اصلی سدگتی کی اور وہ برہم مرزپ کو پراپت ہو گئے۔ پھر وہ آکاش  
مارگ دوارہ شری منڈن مشر کے گھر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

منڈن مشر ہمیشہ ہی نگرماندرا جی میں رہتے تھے جس کا موجودہ نام ہیشور ہے۔ منڈن مشر کا نو اس امتحان کھنڈرات میں اب بھی  
موجود ہے۔ منڈن مشر نے شو منڈن کی استھاپنا کی تھی۔ وہ مندر ابھی تاک موجود ہے۔ جی شکر جن کو مرب کے برکھشوں کے بچے ٹھہرے تھے  
وہ برکھش ابھی ابھی تاک موجود ہیں۔ بھرتی گچھا ابھی تاک وہاں موجود ہے جس میں شکر اچاریہ جی نے یوگ دوارہ اپنا شرم  
تیاگ کیا تھا۔ اندریم پاد اُڑی شلشیوں کو اس شرمیر کی رکھشا کے لئے حکم دیا تھا۔ اور خود ایاک راج کے تارک شرم میں پرورش  
کیا تھا۔ اس گچھا میں باپا پچھ اشیا ص آسانی سے بیٹھ سکتے ہیں۔ کئی لوگوں کا خیال ہے کہ منڈن مشر کشمیر کے رہنے  
والے تھے۔ لیکن اتھاس سے ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ منڈن مشر کا طہر ایاک دشال سند ر محل تھا۔ جو کہ آکاش کو چھوتا تھا  
جب آکاش مارگ سے شکر اچاریہ جی وہاں پدھارے۔ تو منڈن مشر شرم ارتھ کر دیا تھا۔ اور توبل سے ہرشی



ویاس تھا جینی دونوں مینوں کو اس شرادھ ودھی میں اُسنترت کرانکے پاد پدموں کا ارچن اُدی کر رہا تھا (یعنی اُن کے چرن دھو رہا تھا) لیکن راج شنکر نے اکاش مارگ سے اتر کر دونو ہرشیوں کو پرنام کیا۔ انہوں نے اُسنتر دی۔ منڈن بشر کرم کا نڈکا ہان پنڈت تھا۔ اس نے جب شبکھا سوترا (چوٹی اور جینوں) سے رمت سنیا سی کو دیکھا تو گردہ سے بھر گیا۔ اور بولا :- **कृतो मुण्डी** ! بے منڈی ! کہاں سے آئے ؟ (یہ منڈی شد سنیا سی کے لئے انا در سوجیک سمبودھن ہے جیسا کہ پنجابی میں بھر گھسا کہا جاتا ہے۔) ہمارے گھر میں چور کی طرح تم کیسے گھس آئے ؟ شنکر نے جواب دیا :- بھکشوؤں کو بغیر کھلائے چور کی طرح تم اُن کیسے کھا رہے ہو ؟ اور اُن کو نہ دیکھ سونینگ (خیر اکیلا ہی) کھا تا ہے۔ وہ چور ہے جیسا کہ بھگوان نے لیتائیں فرمایا ہے۔

इष्टान्भोगाहि वो देवा दास्यन्ते यत्तु भाविताः॥

तैर्दत्तान्प्रदायौभयो यो यो भुङ्क्ते स्तेन एव सः॥ (गीता ۳-۲۲)

اس پر کار منڈن بشر اور جی درشنکر کی وارنالاپ کو سنکر ہرشی ویاس اور جینی مئی مسکار رہے تھے۔ تب ویاس جی نے منڈن بشر کی طرف مخاطب ہو کر کہا :- بے دلتس ! ایک ہان تیراگی۔ برہم شٹھ ہان ودوان سنیا سی کو درچن بول رہے ہو ؟ یہ اچرن آپ جیسے پنڈت کو شتو بھا نہیں دیتا۔ یہ اتھتی ساکھشات وشنو بھگوان ہیں ایسا جانکر تم انہیں شیکھر منترن دو پھر منڈن بشر نے بھگوان وید ویاس کی اگیا مان کر ہرشی شنکر کی پوجا کی اور بھکشا کے لئے منترن دیا۔ شنکر بولے :- ہے سومی ! تجھے سادھان اُن کی بھکشا کی ضرورت نہیں۔ آپ سے شاستر ارٹھ کرنے کی بھکشا مانگتا ہوں۔ اور شرط یہ ہے کہ ہم دونوں سے جو ہار جائے۔ وہ دوسرے کا شتیر بڑے دیا ہے۔

منڈن بشر بولے کہ شرتی اوسار کرم کا نڈ کو چھوڑ کر کلیت ویاس مت اکتوا قتارا ویدانت مارگ ماننے کیلئے تیار نہیں جو کرم کا نڈ کا تیاگ کر کے سنیا سی کی طرف دھکیلتا ہے۔

ویدانتی لوگ کرم کا پھل ذاتا ایشور کو مانتے ہیں۔ پرتو میں نے یہ سیدھ کر دیا ہے کہ پھل ذاتا سونیاگ کرم ہے اس میں ایشور کی کوئی اوشکتا نہیں۔ آپ بیشک میرے ساتھ شاستر ارٹھ کرو۔

شنکر سوامی نے مسکراتے ہوئے وواد (شاستر ارٹھ بحث مباحثہ) کرنے کی اگیا دے دی۔ اور ہرشی ویاس اور جینی جی کو مدھیست JUDGE بننے کی پرا رتھنا کی۔ پرتو ویاس جی نے کہا کہ بے ودوانوں میں شر و مئی منڈن بشر کی بھاریہ (استری) شرتیتی اُبھے بھارتی بہت ودوان اور ساکھشات سرسوتی کا اوتار ہیں۔ وہ شاستر ارٹھ کا نر نے پکس پات رمت اُچیت رتی سے کرنگی۔ یہ بات شنکر نے سویکار کر لی۔

منڈن بشر کا شرادھ اُتسو سماپت ہونے پر بھگوان وید ویاس اور جینی مئی انتر دھان یعنی لوپ ہو گئے۔ (باقی پھر)

شنکر دگ وچے۔ (ہندی) قیمت ۱/۲ روپے۔ برہم سوترا ہرشی وید ویاس جی (ہندی ترجمہ) ۱/۱۰ روپے  
دفتر رسالہ اوقم اجیری گیٹ دہلی سے حاصل کریں۔



# جلوہ کہسار

(شری سوامی رام تیرتھ جی ہمارا ج کی گنگا کی وادی میں جنگلوں اور پہاڑوں کی سیر)

مستیِ جگم رام تھریر فرماتے ہیں :-  
شام پڑنے کو ہے۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر رام بیٹھا ہے۔ عجب حالت ہے۔ نہ تو اسے مودی کا نام دیا جاسکتا ہے  
نہ رنج و غم کا۔ دنیا داروں والی خوشی بھی یہ نہیں۔ اسے مانگ نہیں کہہ سکے اور سویا بھی نہیں کہہ سکے۔ کیا معلوم مخمور ہو۔ پر  
یہ کوئی دنیا کا نہ نہیں۔ کیا اس بھینی اوستھا ہے۔

دوڑا شجاریں سے گھڑیاں اور ٹنکھ کی آواز آنے لگی۔ شاید کوئی مند ہے۔ اُرتی ہو رہی ہے۔  
اے لو! سامنے بلند پہاڑی کی چوٹی سے دتین ٹی کی بلندی تریویشی کا چندرمان بھی اپنا چاند سا مکھڑا لے کر رہا ہے۔  
کیا یہ اُرتی میں شریاک ہونے آیا ہے؟ شریاک کیوں۔ یہ تو اپنے ڈلکے ہوئے نورانی بدن کی جوت بنا کر اپنے تئیں سدا شرو  
پر رواہ رہا ہے۔ اُرتی روپ میں رہا ہے۔ آہا! سارا نیچر NATURE (قدرت) اُرتی میں شریاک ہو گیا۔ چاروں طرف سے  
کیسی آواز (گنجائش) آنے لگی۔

اے چاند تو سبقت لے جانے والا کون ہے؟ پیارے کیلاستارہ۔ اپنی ہڈیوں کو اور تن بدن کو آگ کی طرح سلا کر  
تیری طرح رام اپنے تئیں اس اُرتی میں کیوں نہ وارڈا لے گا؟  
اُن دنوں رام کی تلاش کرتا کرتا ایک خط پہاڑوں میں آہلا۔ جہیں گھر واپس آنے کی بابت ترغیب تھی۔ یہ خط فوراً  
پر دم دھام کو روانہ کر دیا گیا۔ یعنی شری گنگا جی میں پرواہ نہ کیا گیا۔

## راگ آساوڑی

سُر برہن

ر۔ رنگ نہیں میرا کتنے دا - جو رہی بھگت کے بھورے نہ گھٹ مائے  
پیراں پیر کے جان نیپیر لیتی - ماسا ماس ناہیں رتی رت مائے  
چرخہ دیکھ کے رنگ کرنگ ہو گیا - سیاں وچ باہاں کیڑھے وٹ مائے  
میتیں عشق حسین نہ مت سمجھے - میتیں دیندیاں دی ماری مت مائے

(۲) لوگوں کے گھے دلا ہنوں کا ڈر دکھایا تھا۔ سوھکوان اب تو ہم ہیں اور گنگا  
کفن باندھے ہوئے سر کرنا تیرے آئیٹھے۔ ہزاروں طعنے اب ہم پر لگائے جس کا جی چاہے۔



ایسے الزام اب راتم پر کچھ اثر نہیں کر سکتے۔

تھارا (راتم) تو اب پورا ہو گیا پورا رپورا پنجابی لفظ ہے۔ جسکے دو معنی ہیں۔ ایک مرگیا۔ جہان سے الوداع ہو گیا۔ دوسرے معنی مکمل ہو گیا) نہ گھر کا نہ گھاٹ کا (گو مالک ملک لاٹ کا)  
(3) کسی خانگی معاملے کے اشوس کی بابت پوچھو تو سخت حیرت ہے کہ ہمیں اصلی گھر سے غافل رہنے کا کچھ بھی فسوس نہیں آتا۔ (ہم) آپ نے سب لوگوں کے ذنبوی کام کاج میں ہم تن مصروف ہونے کا اشارہ کر کے بلایا چاہا ہے۔ اچھا اگر لوگوں کی کثرت پر ہی فیصلہ کرنا منظور ہو تو بتائیے آدم سے لیکر اینڈم تک کثرت (MAJORITY) اُن لوگوں کی ہے جو موجودہ زندگی کے کاروبار کو زبان و عمل سے صحیح کہنے والے ہیں۔ یا اُن کی جو رڑے زمین کی۔ جو تقریباً ہر ذرے میں زبان و عمل سے بول رہے ہیں۔ کہ دُنیا معدوی العلوم ہے۔

अन्यत्तादीनि भूतानि व्यक्त मध्यानि भारत ।

अन्यत्त निधनान्येव तत्र का परि देवना ॥ گیتا۔ ادھیاتم شک ۲۵

ارٹھ۔ نگاہوں سے پہلے نہاں ہوں وجود یہ پھر بیچ میں کچھ عیاں ہوں وجود  
نہاں پھر یہ ہو جائیں انجام کار تو ارجن بے پھر کس لئے بقرار

(مترجم خواجہ دل محمد)

اوہیت یعنی دکھائی نہ دینا جن کا آد (آغاز) ہے۔ ایسے یہ کارن کاریہ کے سنگھات (موجودہ) روپ۔ میٹر۔ میٹر۔ وغیرہ سب بھوت پرانی اوہیت ہیں۔ یعنی جنم سے پہلے یہ سب ادریشہ تھے۔ دکھائی نہ دیتے تھے۔ اور موت کے بعد بھی ان کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اس لئے یہ دُنیا معدوی العلوم ہے۔ ناش ہونے والی اور مہتیا ہے)  
جھکون! آپ ہی کی آگیا پالن ہو رہی ہے یعنی آپ سے بہت جلدی ملنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ از روئے جسم ہرگز دور نہیں ہو سکتی۔ خواہ کتنے ہی نزدیک ہو جائیں۔ پھر بھی جہاں ایک بدن ہے وہاں دوسرا بدن نہیں آسکتا۔ ورنہ تداخل اجسام لازم آتا۔ فی الواقع جدائی کو دور کرنے کے راتم رات دن درپے ہے۔ غیرت کا نام نشان نہیں رہنے دیا گا۔ آپ کا انتر آتما آپ کے سینے میں آپ کی آنکھوں میں بلکہ سب کے دل جگر میں راتم اپنا گھر اقیام دیکھنے بنا چین نہیں لے گا۔

او۔ آپ بھی پانچ ندیوں (خون۔ بول۔ پسینہ۔ دیر۔ براں) کے کچھ یعنی جسم سے اپنے پنج دھام (اصل سروپ) کی طرف ہرجعت کرو۔ اس پنج آب (پنجاب سے) اٹھکر حقیقی دھام کی پہاڑیوں پر کشاں کشاں تشریف لائیے گا۔ ملنا اب مرکز ہی پر مناسب ہے۔ جہاں پر ملے پھر جدائی نہیں ہو سکتی۔ محیط پر (HIDE AND SEEK) چھپن مگن کھیلنے کھیلنے کہاں تک بھیسگی۔ راتم نے تو اگر خود لنگا کو اپنے چروں سے نکلتی ہوئی نہ دیکھا۔ تو لوگ اس کا جسم لنگا کے اوپر رداں ضرور دیکھتے۔  
(یہ گویا راتم نے پیشگوئی کر دی۔ کہ راتم کا جسم لنگا جی میں بہہ جائیگا۔ جو کہ بعد میں سچ ہوئی)



میں کشنگان عشق میں سرزار ہی رہا - سر بھی جدا کیا تو سر دار ہی رہا  
پیپ سے موتی نکلا ہوا پھر سید میں واپس نہیں آتا۔

پھر زلیخا نہ نیند بھر سوئی جب سے یوسف کو خواب میں دیکھا  
گنگا میں پڑی ہوئی ہڈیاں وارثوں کو واپس کیسے مل سکتی ہیں؟ البتہ ملنے کے خواہشمند اپنی ہڈیاں بھی حوالہ  
گنگا کر دیں۔ تو شاید میل ہو جائے۔ کچھ مشکل تو نہیں۔ بنت پراپت کی پڑتی ہے۔ اور بنت تڑپت کی تڑپتی۔  
عشق کا منصب لکھا جس دن مہری تقدیر میں آہ کی نقدی ملی صحرا مہلا جاگیر میں  
کب سبکدوش رہے قیدے زندان وطن بوئے گل پھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو

ایک کالے سانپ کا پاؤں تلے آنا۔ دیال جھوش رام کا پیار کرنے کو ہاتھ بڑھانا سہ  
میرے پیارے کا یہ بھی پیارا ہے میری آنکھوں کا یہ بھی تارا ہے  
( سانپ کا دوڑ جانا )

رام کہ بقیار ہو کر پکارنا۔

اور پیارے درشن بھی دیئے۔ لیکن دل کی دل ہی میں رہی۔ رام تو اب تیرے اُسی رُوپ کے درشن کر گیا  
جو کہ گوپیوں کا من موہن مورت کرشن تھا۔

نوٹ:- جلوہ کھسار۔ کافی لمبا مضمون ہے۔ جو کہ چھ قسطوں میں مسلسل شائع ہوتا رہے گا۔ اس مضمون کے  
بعد سوامی رام کا دوسرا مضمون بعنوان - صلح کہ جنگ؟ گنگا ترنگ رسالہ اوم میں مسلسل شائع ہوگا۔ جو کہ گیارہ  
قسطوں میں چھپے گا۔ اتم جلیا سوامی شک پرشوں کے لئے سوامی رام کا مستانہ کلام ہر ذہ کے اگیان روپی اندھیرے  
کو دور کر کے گیان کا پرکاش کرے گا۔ اور ناشک لوگ جن کی آنکھیں مغربی تعلیم سے چندھیا گئی ہیں۔ ان کو آشک  
بنائے گا۔ آمین۔ ایڈیٹر

صبح تشخیص باقاعدہ علاج عمدہ دوائیں

کے

دانش

نذر نہ کام اور دماغی تھکاوٹ کیلئے  
قیمت ایک شیشی چار روپے

حب خاص الخاص

بیموں کی کمزوری و عشا اور پیغم کی زیادتی کے لئے  
قیمت دس گولی تین روپے

لئے

گاندھی دواخانہ 15 ڈی کملا نگر دہلی۔ فون نمبر 229929



شر دھاکے پھول۔ جلّت تارنی۔ سرب دکھ نوارنی بھگ گیر تھی۔

## مہارانی گنگا ماتا

از قلم برہم لین شری سوامی رام تیرتھ جی جباراج ایم۔ اے۔  
(راگ جنگ۔ تال تین)

گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں۔

باڈ چام سب وار کے پھینکوں۔ یہی پھول پتا شے لاؤں۔ گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں  
من تیرے بندروں کو دے دوں۔ بارہ دھارا میں بہاؤں۔ گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں  
چت۔ تیری مچھلی چ بجاویں۔ آہنگ۔ گر گہا میں دھاؤں۔ گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں  
(دہاڑ کی کنڈا)

پاپ پن سبھی سدگا کر۔ یہ تیری جوت جگاؤں۔ گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں  
بھ میں پڑوں تو تو من جاؤں۔ ایسی ڈھکی لگاؤں۔ گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں  
ٹھڈے بل ہٹش پون دشوں دک۔ اپنے روپ بناؤں۔ گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں  
امن کروں ست دھارا ماہیں۔ نہیں تو نام نہ رام دھراؤں۔ گنگا تیفتوں صد بلہارے جاؤں

کس لطف کے ساتھ رام سنان کرتا ہے۔ جل اچھا لے اور خوشی کے نعرے بلند کرتا ہے۔  
(راگ سندھو۔ تال تین)  
ندیاں دی سردار گنگا رانی

گنگا رانی !	چھینے جل دے دین بہار
گنگا رانی !	سانوں رکھ جندڑی دے نال
گنگا رانی !	کدے وار کدے پار
گنگا رانی !	سوسو غوطے گن گن مار
گنگا رانی !	تیریاں لہراں۔ رام اسوار

Mother of mighty rivers adored by saint and sage!  
The much beloved peerless Gunga, famous from age to age  
Unconscious roll the surges down, but not un-  
-conscious Thou, Dread Spirit of the roaring flood,  
for ages worshipped as a God and worshipped  
even now, Worshipped and not seer or clown  
for sages of the mighties fame. Have paid their

Rolling down far limpid waters. Through high banks on either side,

Thumage to thy sacred Ganga, ample bosomed, sweeps along in regal pride.



# شریمان تپسوی جی ہماراج - قسط ۶

(شری لالچھ چند کوہلی)

”اس سے پہلی قسطوں میں بتایا جا چکا ہے کہ شریمان تپسوی جی ہماراج ریاست پٹیالہ کے راجکمار تھے۔ مغل بادشاہ بہادر شاہ کو دہلی میں اس مقصد سے ملے کہ ریاست میں امن وامان قائم رکھنے میں مدد مل سکے بادشاہ کے ان الفاظ نے کہ شاہی حکومت کے مقابلہ میں خدا کی عبادت کہیں زیادہ برتر و افضل ہے دل پر اس قدر اثر کیا کہ پٹیالہ واپس جانے کی بجائے ہر دور کو روانہ ہوئے وہاں اجمودھیا کے گورو کی کرپا سے روحانیت کے مارگ میں سمیں ہوئے نیکو تھی جہاں پہاڑی پر لگنا ترقیر کیا چھ سال کے عرصہ تک سادھی کی حالت میں رہنے کے بعد شری کشن کشن جھولا ہوئے گنگو تری پہنچے جہاں سادھو کرپال سنگھ ان کا چیلان کیا اور کچھ عرصہ وہاں تپ کرنے کے بعد ان کے دل میں بدری نارائن کی یاترا کا خیال پیدا ہوا۔“

جہاں تپا و شنو دس جی اور سادھو کرپال سنگھ گنگو تری سے بدری نارائن ہماراج کے درشنوں کے لئے چل پڑے۔ راستہ میں انہیں ہمالیہ کے پہاڑوں اور وادیوں سے گزرنا پڑا۔ سادھو کرپال سنگھ راستے میں ہاتما جی کی ہر طرح سے خدمت کرتے رہے۔ وہ ان کو کھانا بنا کر کھلاتے تھے۔ اور جب کبھی اونچی نیچی پہاڑی سے گزرنا پڑتا تھا تو وہ ہاتما جی کی مدد کرتے تھے۔ اس کو اس خدمت کا انعام بھی مل رہا تھا۔ کیونکہ ہاتما جی وقتاً فوقتاً اس کو روحانی سادھنا کے بارے میں بتلاتے رہتے تھے۔ یہ تو سادھو کرپال سنگھ کی خوش قسمتی تھی کہ اسے ایشور کی کرپا سے بھری و شنو دس جی جیسے ہاتما جی کا ست سنگ پراپت ہوا تھا۔ ست سنگ کی ہما کو نار دھنگی سوتر میں و سنار سے بتایا گیا ہے۔ دیو شری نار د نے کہا ہے کہ منس کو ہر وقت اور ہر حالت میں ست سنگ کرنا چاہئے۔ سادھو کرپال سنگھ ایک ودوان پُرش تھے اور وہ ہاتما جی کی سیوا کر کے انکی کرپا کے پاتر بنتا چاہتے تھے۔ وہ ہر ملے سادھو تھے اور اپنے پنہ کے اگھوں کے مطابق سفید و ستر پہنتے تھے۔ وہ ایک پہاڑی سے گزرے جس کا نام سوگ رو ہنا تھا۔ انہوں نے اس پہاڑی کے پاس ایک بہت بڑا گول تالاب دیکھا جس میں پانڈوروں نے اپنے مقدس پتھروں کو یکم پوری جانے سے پہلے پھینکا تھا۔ انہوں نے وہ راستہ جہاں سے پانڈو گزرے تھے ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن اس کا کوئی نشان نہ ملا کیونکہ تمام پہاڑی برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس پہاڑی کے مقدس ہونے کے کارن اس کے آس پاس ہر جگہ یوگی اور سادھو سادھی لگائے بیٹھے تھے ہاتما جی کے دل میں بھی وہاں سادھی لگانے کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ ایک جگہ سادھی لگا کر بیٹھ گئے سادھو کرپال سنگھ نے بھی ایسا ہی کیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ آگے چل دیئے۔ چلتے چلتے وہ ایک جگہ جس کو الکا پوری کہتے ہیں پہنچ گئے۔ کچھ عرصہ تک انہوں نے وہاں تپ کی سادھو کرپال سنگھ کو بھی انہوں نے کئی گیت رسیہ بتائے۔ الکا پوری سے وہ گوری گند پہنچے وہاں بھی کچھ دن تپ کیا۔ انکی منزل مقصود بدری نارائن کا مندر تھا جو کہ ابھی بہت



ڈور رکھا۔

گوری کند سے روانہ ہونے کے بعد انہیں ایک نہایت ہی عجیب واقعہ پیش آیا۔ جس کے کارن ہاتھما و شنودس اور سادھو کمرپال سنگھ دونو جدا ہو گئے یہ واقعہ اس طرح ہے کہ راستہ میں انکی ملاقات ایک بیراگی سے ہوئی جنہوں نے پتوں کا لنگوٹ پہن رکھا تھا۔ اور اپنی جٹاؤں کو اپنے سر کے اوپر تاج کی شکل میں رکھا ہوا تھا۔ وہ باقی جسم سے تنگ تھے انہوں نے ہاتھما جی کو اس طرح خطاب کیا مجھے آپ سے بلر خوشی ہوئی ہے میں عرصہ دراز سے یہاں تپ کر رہا ہوں اور میں کئی بندھیاں پر اپت کی ہیں میں نے یہ بھی جان لیا ہے کہ آپ نے بھی کئی بندھیاں حاصل کی ہوئی ہیں میں اپنے ساتھ اندر لوک جانے کے لئے ایک ساتھی چاہتا ہوں آپ کا نو جوان چیلہ میرے ساتھ آتے ہیں جاسکتا لیکن آپ جاسکتے ہیں آپ اس کو بدری نارائن بھیج دیں وہ ہماری وہاں انتظار کرے گا۔ آپ اود میں دونو اندر لوک یا ترا کے بعد اسے بدری نارائن میں مل جائیں گے۔ ہاتھما جی نے کمرپال سنگھ کو اکیلے بدری نارائن جانے کو کہہ دیا۔ اور جب وہ اس جگہ سے چلا گیا تو اس سنیاسی نے وہاں سے کچھ جڑی بوٹیاں اکٹھی کر کے گولیاں تیار کیں اور کہا ہاتھما جی! آپ ان گولیوں کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر مل لیں اور میں بھی ایسا ہی کرونگا۔ ان کے منے سے میں سر دی نہیں لگے گی مازدم برقانی علاقوں میں چل سکیں گے اور دو بڑی گولیاں آپ منہ میں رکھ لیں میں بھی ایسا ہی کرونگا۔ کیونکہ میں ان گولیوں کو منہ میں رکھنے سے لگتا رکئی جہنوں تک بھوک پیاس نہیں لگے گی ہاتھما جی نے ایسے ہی کیا کیوں کہ وہ ان جڑی بوٹیوں کے استعمال سے واقف تھے۔ اس کے بعد وہ سنیاسی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے لگے وہ کئی ہفتے لگاتار بغیر کسی آرام کے سفر کرتے رہے آخر کار وہ اندر لوک کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں ہاتھما جی نے نہایت ہی خوبصورت عمارات اور سندر استروں اور پریشوں کو ادھر ادھر جگہ پر چلتے پھرتے دیکھا۔ دل خوش کن موسیقی کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں سنیاسی نے کہا کہ ہاتھما جی ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں یہ اندر لوک ہے میرے دل میں اس کی یاترا کی ہمیشہ خواہش رہی ہے لیکن میں اسے کسی ساتھی کے ساتھ دیکھنا چاہتا تھا۔ اچانک میرا آپ سے غلاب ہو گیا عام ہاتھما اتنے لمبے سفر کی تکالیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ او آب ہم شہر میں داخل ہوں۔ اور اندر ہمارا راج سے بھینٹ کریں۔ جو کہ یہاں راج کرتے ہیں۔ جب وہ سنیاسی ہاتھما شری و شنودس جی کو یہ لفظ کہہ رہے تھے تو ایک عجیب و غریب واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ایک خوبصورت لکھ جس کو چار سفید رنگ کے گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ ان کے پاس اکڑ رک گیا۔ ایک گندھرب اس رکھ سے اترتا جو کہ راجا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے قیمتی تاج سر پہنایا ہوا تھا۔ بائیں کندھے پر ایک کالے رنگ کا کبیل ڈال رکھا تھا۔ اور اپنے دائیں ہاتھ میں ایک سانپ رکھا تھا اس نے ان کو ہندی میں کہا ہاتھما جی میں آپ دونو کو پرنام کرتا ہوں۔ اندر دیوتا نے مجھے آپ دونو کو ان کے پاس لے جانے کے لئے بھیجا ہے۔ آپ لکھ میں بھیجیں تاکہ میں آپ کو ہمارا راج اندر کے محل تک لے چلوں آپ خود وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ ہاتھما اور سنیاسی دونو رکھ میں بیٹھ گئے۔ گندھرب بھی رکھ بان کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور رکھ تیزی سے چلنے لگا کھٹوڑی زیر کے بعد ایک غیر متوقع بات ہوئی دونو ہاتھما بے ہوش ہو گئے اور جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو بدری نارائن کے نزدیک ایک جگہ پر پایا۔ ہاتھما و شنودس جی کو اس جگہ کی واقعیت نہیں تھی لیکن دوسرے



ساتھی اس جگہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ تاجی کو بتایا کہ وہ بدری نارائن مندر کے بالکل نزدیک ہیں اور کہا کہ میں اس چال کو بھی اچھی طرح سمجھ گیا ہوں جو کہ اس گندھرب نے ہمارے ساتھ چلی ہے اس لئے ہم دونوں کو رتھ میں بیٹھنے کے بعد بے ہوش کر دیا تھا اور اس کے بعد ہمیں یہاں چھوڑ کر چلا گیا پس میں آپ کو حسب وعدہ اندر لوک نہیں لے جا سکا جس کے لئے مجھے افسوس ہے اب میں گرنا راجنل میں جا کر تپ کرونگا۔ اور زیادہ بدھتھیاں حاصل کرونگا آپ اپنے کربال سنگھ کو یہاں کہیں انتظار کرتے پائیں گے۔ مجھے جانے کی اجازت دیں۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ گندھرب لوگ آپ سے اور مجھ سے زیادہ شکستیاں پر اپت کئے ہوئے ہیں وہ ہم جیسے منشیوں سے حسد کرتے ہیں وہ گندھرب جو رتھ کو چلا رہا تھا۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ ہم اس کے راجیم میں داخل ہوں پس وہ اپنی شکبتی سے ہمیں یہاں لے آیا۔ یہ کہہ کر سنیاسی وہاں سے چلے گئے۔ جب تپسوی جی ہمارا راج نے یہ کہانی سنا تو اُن سے پوچھا گیا کہ کیا ایسے مقدس ذی روح واقعی کسی جگہ پر ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اُن کے ساتھ اور دوسرے سنیاسی کے ساتھ جو کچھ اصل واقعہ پیش آیا ہو وہی بتایا ہے۔ اُن گندھرب میں ہم انسانوں سے زیادہ شکتی بنے۔ اور وہ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ اُسی گندھرب کے لئے یہ ہوش کر دینا بہت ہی آسان کام تھا۔ ہاتھ تاجی نے مزید کہا کہ سادھارن منشی کے لئے اُن گندھروں کو دیکھنا مشکل نہیں لیکن اس دور دراز جگہ پر پہنچنا ہنایت ہی مشکل ہے جہاں کے ہم دونوں پہنچے تھے۔ یہ جگہ ہمارے پہاڑوں میں کسی جگہ چھپی ہوئی ہے۔

اُدھر سادھو کربال سنگھ اپنی روحانی سادھنا میں لگے ہوئے تھے وشنو داس جی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب وہ کئی دنوں کے بعد وہاں پہنچے تو کربال سنگھ نے اُن کا سواگت کرتے ہوئے پوچھا کہ اُن کو اتنا زیادہ وقت اس فاصلے کو طے کرنے میں کیوں لگا ہے۔ تو ہاتھ تاجی نے اُسے اندر لوک کی یا ترا کی مندر جہ بالا کہانی سنا دی۔ جیسے سن کر سادھو کربال سنگھ بہت حیران ہوا +

ہاتھ تاجی اور کربال سنگھ بدری نارائن مندر میں بھگوان نارائن کے درشنوں کو گئے۔ نارائن ایشور کا پوتر نام ہے۔ وہی ہر انسان کے دل میں ویسا ہے۔ یہ نارائن بھگوان ہی ہیں جن کو آپشنڈوں میں مختلف ناموں سے مثلاً برہما، شوا، کھشتر وغیرہ سے پکارا گیا ہے۔ یہ خدا میں سورج بھگوان کی وساطت سے جو کچھ بھی نظر آتا ہے اُس میں کیوں نارائن بھگوان ہی وراجمان ہیں۔ نارائن بھگوان ہی لافانی برہما ہیں جیسا کہ شرمید بھگوان پیران میں بیان کیا گیا ہے۔ بھگوان نارائن نے ایک رشی کا جنم دھارن کیا تھا تاکہ سچائی ڈھونڈنے والوں کو بلند ترین روحانی تعلیم مل سکے۔ اُن کے پتا کا نام دھرم اور ماتا کا شبنم نام مورتی تھا۔ پیدائش کے بعد انہوں نے گھوڑ تپ بدری اشترم میں کیا سب مہان رشیوں نے اُنکی پوجا کی اور اب بھی کر رہے ہیں۔ یہی کارن ہے کہ ایشور کی پوجا کرنے والے اس مندر کا بہت احترام کرتے ہیں +

ہاتھ تاجی اور کربال سنگھ نے بہت دنوں تک نارائن بھگوان کی پوجا کرنے کے بعد اپنا سفر شروع کیا جہاں کہیں بھی اُن کو رات اُماتی تھی وہ لکڑیوں کی آگ جلا کر آرام کرتے تھے۔ اس سفر کے دوران وہ زمین تھکھا کر گزارہ کرتے رہے۔ کئی دنوں کے لگاتار سفر کے بعد برسات کا موسم شروع ہو گیا۔ جو کہ چار ماہ تک رہتا تھا۔ غیر معمولی برسات آدھ



مون سون ہواؤں نے اُن کے لئے چلنا پھرنا دشوار کر دیا۔ کرباں سنگھ نے جنگل میں ایک مکان تلاش کیا۔ جس میں ایک چوکیدار رہتا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ اُن کو رہائش کے لئے جگہ اور کھانا چارہ کے لئے ذکر ہے چوکیدار نے انہیں خوش آمدید کہا اور اُنکی جہان نوازی کے لئے خوشی کا اظہار کیا اسے جہا تاجی کو تمام وقت مکان کے ایک کونے میں سہا دھی لگا کر گزارتے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اُس کے پاس تمام موسم کے لئے کھانے کا کافی سامان تھا۔ اس لئے دونوں جہانوں کے آنے سے اُسے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ برسات ختم ہوتے ہی جہا تاجی اور کرباں سنگھ چوکیدار کو آبشار دیکر اپنے اگلے سفر کو روانہ ہوئے۔ وہ عرصہ چھ ماہ تک مشرق کی جانب چلتے رہے آخر کار کئی ایک اشرموں میں رکتے ہوئے وہ ایک چراگاہ سے گزرے جہاں انہوں نے سینکڑوں گودوں اور بچھڑوں کو ادھر ادھر چرتے ہوئے دیکھا اس سے پیشتر انہوں نے کہیں بھی ہمالیہ پہاڑوں میں ایسا نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ وہاں سے ابھی وہ چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ ایک بہت لمبے قد کے جہاتا سے اُنکی جھینٹ ہوئی اُن کے چہرے پر روحانی جلال تھا۔ اور انہوں نے بھونج پتر کی لنگوٹی پہن رکھی تھی۔ اُن کا قد اٹھ فٹ لمبا تھا اور باقی اعضاء بھی نسبتاً بڑے تھے۔ اُنکی لمبی کالی داڑھی تھقی سر کے اوپر جھاؤں کا جوڑا بنا رکھا تھا۔ شری وشنو دس اور کرباں سنگھ نے اس شکل کا جہاتا اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی بہتر انسانی مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کے چہرے سے مدد و برہم جی اور جلال ٹپکتا تھا انہوں نے اُس جہاتا کو ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا وہ اُن دونوں کو اپنے غار کے پاس دیکھ کر حیران ہو گئے کیونکہ وہ جگہ انسان کی پہنچ سے باہر تھی انہوں نے بتایا کہ وہ سادھو ہیں اور نیپال کی طرف جا رہے ہیں۔ وہ جہاتا اُن دونوں کو اپنے غار میں لے گئے۔ جو کہ پہاڑوں میں چھپا ہوا تھا۔ اس میں تین کمرے تھے۔ اس کے بعد اُس جہاتا نے اُن کو کھانے کے لئے دودھ اور پھل لاکر دیئے اور اُن کو کچھ دن وہاں آرام کرنے کو کہا۔ یہ بات حیرت انہوں نے سنسکرت میں کی اس کے بعد وہ گائے اور بچھڑوں کو چراہ گاہ سے ساتھ لے اٹلے میں لے آئے۔ اتنے میں رات ہو چکی تھی اور وہ دوسرے کمرے میں سو گئے۔ اگلے دن انہوں نے دونوں جہانوں کو پھل اور دودھ کا ناشتہ کرایا۔ خود بھی انہوں نے کافی دودھ پیا اور پھل کھائے پھر گائیں اور بچھڑوں کو چرنے کے لئے چراگاہ میں چھوڑ دیا۔ جہا تاجی اور کرباں سنگھ ہمالیہ پہاڑوں میں ایسی جگہ دیکھ کر حیران تھے۔ وہ اس لاشانی جہاتا کی کہانی سننے کے بہت خوش مند تھے۔ کرباں سنگھ نے اُنکو بتایا کہ وہ نیپال جا کر شری پشوپتی ناگھ جی کے درشن کرنا چاہتے ہیں شری وشنو اس جی نے جہاتا کو اپنی زندگی کے بارے میں بتانے کو کہا اور اُن سے پوچھا کہ وہ یہاں کتنے عرصہ سے رہ رہے ہیں وہ صرف سنسکرت ہی جانتے ہیں ہندی کیوں نہیں جانتے۔ انہوں نے اپنی کہانی اپنی زبانی اس طرح سنائی۔ میں اجودھیا میں پیدا ہوا تھا میرا نام دویدی ہے میں نے اجودھیا میں رہائش کے دوران دڑوید پڑھے تھے اُس وقت شری کرشن جہارا جی متھرا میں دراجان تھے۔ اور راجہ اکر سین (کرشن جہارا جی کے نانا) وہاں راج کرتے تھے۔ میرے گورو نے مجھے بتایا کہ شری کرشن جہارا جی ایشور کے اوتار ہیں اور مجھے اُن کے درشن کرنے کو کہا۔ میں اپنا آبائی قصبہ چھوڑ کر متھرا اُن کے درشن کرنے کے لئے گیا۔ لیکن وہ وہاں سے دوڑا کر



جا چکے تھے۔ میں ابودھیادیس لٹنے کی بجائے مہتر سے بددی آشرم چلا گیا اور کئی سال وہاں تپ کیا۔ اس کے بعد میں یہاں بہت صدیوں سے رہتا ہوں جب میں بددی آشرم سے چلا تو مجھے کسی نے ایک گائے اور بکھڑا دیا۔ ان کو میں یہاں لے آیا۔ اور گائے کے دودھ پر گزارہ کرنے لگا۔ یہ گائیں اور بکھڑے اُسی پہلی گائے کی نسل سے ہیں۔ جو کہ اب کئی سو بن چکے ہیں۔ کربال سنگھ اور مٹری دشنوداس ابودھیادے کے جہاتا دویدی کی کہانی سنکر حیران ہوئے انہوں نے پوچھا کہ اُنکی پانچ ہزار سال سے زیادہ آؤ کا کیا راز ہے۔ یہ سنکر جہاتا دویدی مسکرائے اور جواب دیا کہ وہ گائے کا دودھ پیئے ہیں۔ اور جڑی بوٹیاں کھاتے ہیں۔ وہ جڑی بوٹی انہوں نے دونو جہانوں کو دکھائی اور کہا کہ آپ اس عجیب و غریب بوٹی کو دیکھتے ہیں۔ یہ اس بڈہ کافی مقدار میں اُگتی ہے۔ اس کو سوم لٹا کہتے ہیں۔ اس کی پندرہ مختلف قسمیں ہیں نئے چاند کے دن اس پر کوئی پتہ نہیں ہوتا بلکہ دن اس پر ایک پتہ اُگ آتا ہے۔ اس طرح روزانہ ایک ایک پتہ بڑھتا رہتا ہے۔ اور پورناشی کے روز اس پر پورے پندرہ پتے بوجانے ہیں۔ ہر ایک پتہ پر ایک یا زیادہ لال نشان ہیں میں ان پتوں کو اکٹھا کر کے رگڑ لیتا ہوں۔ ان میں سے ایک طرح کا دودھ سانکھتا ہے۔ جس کو میں گائے کے دودھ کے ساتھ پی لیتا ہوں۔ ”سوم لٹا“ کے رس کے استعمال سے ہر کوئی ہزاروں برس تک زندہ رہ سکتا ہے اور اگر میں گول شکل کے پتے اکٹھے کروں اور ان کا رس پیوں تو میں دس ہزار سال تک زندہ رہ سکتا ہوں۔ میں اپنا زیادہ وقت تپسیا میں گزارتا ہوں۔ دونوں جہاتا وہاں دس دن تک رہے لیکن ابودھیادے جہاتا دویدی نے انہیں ”سوم لٹا“ رس پینے کو نہ دیا۔ وہ جہانوں کی سیوا گائے کے دودھ اور پھلوں سے کرتے رہے۔ پانچ ہزار سال سے زیادہ عمر کے جہاتا نے دونو جہانوں کو نیپال کا راستہ بتانے کے بعد رخصت کیا۔ باقی پھر“ لالچ چند کوہلی

کوٹر ۷۷ بلاک ۷۷ ریلوے کالونی

سیوانگری دہلی ۷۳

## ”دربار میں تیرے کسی شے کی کمی نہیں“

از قلم: شری بنارس داس

ہوشیار پوری۔ دہلی

مکان ۲۰۸۵ گلی ۳۷ نائی والا

نطفہ و کرم کہ رحم کی جلدہ گری نہیں  
جسکو بھی کوئی غم نہیں کوئی خوشی نہیں  
اے غم ترے طبع کی لذت ہے زندگی  
اپنا یہ حال ہو تو کسی کی خبر ہو کیا  
دربار میں تیرے کسی شے کی کمی نہیں  
امسکی بھی زندگی میں کوئی زندگی نہیں  
جو تو نہیں خدا کی قسم زندگی نہیں  
جھکو خبر خود اپنی کبھی ہے کبھی نہیں  
زخمی نگاہ شوق کی وارفتگی نہ ہو کچھ  
وارفتگی شوق کی کچھ آگہی نہیں



# وارشک اتسو

(سنت سمیلین یعنی گیان یگیہ)

خلاصہ کارروائی سنت سنگ سمیلین جو کہ پرم پوجیہ برہم لین شری سوامی گوہند اتسند جی ہماراج کی پوتریا ہو گئی۔  
میں انکے پرم شیشہ تیاگ مورت جہاں تاشا شوت اتسند تیرکھ جی ہماراج کی جانب سے ۹ و ۱۰ اپریل ۱۹۹۱ء  
کو شری بھگوان بھون رشی کیش کیا گیا تھا۔

نوٹ :- اس گیان یگیہ میں بھارت کے دکھیات تتو ویتا ہمارشون نے اپنے امرت مئی بچپنوں کی اہوتی ڈال کر  
اسے سچیل بنایا انکے وچاروں کو اپنے شبدوں میں تقلید کرنا میرے جیسے کچھ بدھی والے کیلئے مشکل نظر آتا ہے۔ ہو سکتا ہے  
ان کے بیان کردہ کچھ سدھانت میری بدھی کی گرفت سے بالاتر ہوں اور میں انہیں وزن کرنے سے عاجز رہا ہوں یا ان  
کے مختلف لیکچروں کا سبندھ قائم نہ کر سکا ہوں تو اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ امیدداشتی ہے کہ وہ اپنی فراخ دلی کا  
ثبوت دیتے ہوئے میری اس خامی پر دھیان نہیں دینگے۔ نند لال

شری شری ۱۰۸ پوجیہ برہم نیشھی برہم شروتی تیاگ مورت۔ برہم وڈیا کے بھنڈار نرمان اور نرموہ کے مجسمہ ریت  
کو سرل روپ میں وزن کرنے میں بدھ طوٹے رکھنے والے شری سوامی گوہند جی ہماراج پردھان ادھیکیش شری بھگوان  
بھون جن کی پردھانتا میں مذکورہ سنت سمیلین ہوا۔

جی کے اقتراح اور اختتام کے روپ میں یعنی اپ کریم اور اپ بنگھار کے طور پر بران کردہ امرت مئی بچپنوں کا

## سار سدھانت

مہاں پرشوں کی یاد منانے کا مقصد اعلیٰ یہی ہے کہ ہم ان کے اپدیش پر وچار کرتے ہوئے اپنے جہون کو  
انکے انوسار ڈھالنے کا پرتین کریں۔ انہوں نے پہلے اپنے اندر کرن کو تسپ اور سچم کی بھٹی میں نرل کیا۔ گیان کے نور سے  
منور ہو کر اس تم استھتی پر اپت کی جنم من کیلئے چکر کو نوارن کیا۔ خزانہ گرن کے پتر سے ناکت ہو کر دوسروں کو بریجے بنانے کیلئے  
پر تین شیل ہوئے۔ جو خود سکھی جوتا ہے وہی دوسروں کو سکھی بنا سکتا ہے۔ تین تاپوں سے رہت ہی دوسروں  
کے ادھیان تک ادھی دیوک اور ادھی بھوتاک روگ روڑ کر سکتا ہے۔

گورو واک۔ جنم من دوو میں ناہیں۔ جن پراپکاری آئے  
بقول شتوی مولانا روم -  
ان درونے کاہل درہ نہادست ازو  
نہیستی کایں ہستہاں ہست ازو

کہر بائے بنکر ہر آواز او لذت الہام ووی وراز او



ارکھ۔ اولیاء اللہ کی برکت کے کیا کہنے جن کی صفائی قلب سے ہمارے دل کے شیشے منور ہو گئے جنہوں نے اپنی خودی کی دیواروں کو مسمار کر کے ہماری خوشنمائی کی عمارت کو تعمیر کیا۔ اُنکی ہر ایک آواز دنیا داروں کو چٹناؤں اور تفکرات سے نجات دلانے والی ہے۔ اُن کے پوتر کلام کو اگر الہام یعنی کلام الہی سے تعبیر کیا جائے تو اس میں ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

کرم اور آپاسنا کی پاک ڈنڈیوں پر پھوکریں کھاتا ہوا انسان میچ و مہنائی نہ ملنے کے کارن جنم مرٹ کے چکر میں بھٹکتا رہتا ہے۔ سوائے پریشانی اور بے چینی کے اُسے چین کہاں۔ لیکن جب سوامی گووند آنند جی جیسے عارفِ کامل کی نظرِ رحمت سے مستفیذ ہوتا ہے۔ تو اس کے سب دکھ دور ہو جاتے ہیں۔ اور اُسے معرفت کی شاہراہ کا پتہ چل سکتا ہے۔

بقول گوہرِ ساد میں ڈگرو پاؤ۔ یعنی گوردی کرپا سے تجھے گیان روپی سڑک پر اپت ہو گئی۔ جس پر چلنے سے تجھے بڑھکانا۔ کوٹھکانہ مل گیا۔ سب مفروضہ دکھ ختم ہو گئے حقیقی مستی جو میری وراثت تھی اُس نے مجھے مست بنا دیا۔

بقول:- جو جانے تاں مکت ہے نہیں جانے تاں بندھ

بھرائی ماتر سنسار میں بھٹکے جیوں کھاگ اندھ

س - جو جانے تاں آپ ہے نہیں جانے تاں آپ

اُن جانے ہی ہوت ہے مدھیہ کال سنتاب

سچ تیج جب تک اس پرانی نے اپنے آپ کو نہیں جانا تھا تب تک کبھی تھا۔ جب اپنے آپ کی پہچان ہو گئی تو پھر دکھ کہاں سڑپ میں تو کسی پرکار کی کمی بیشی نہیں ہوتی صرف دکھی ہونے کا وہم ہی پریشان کرتا ہے۔ جو کہ خود شناسی کا امرت پان کرنے سے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔

فقیروں کی پادشاہی سدا قائم و دائم رہتی ہے۔ دنیا میں کمی سلطنت قائم ہوئیں بلکہ میں اور تباہ ہو گئیں۔ کسی بادشاہ آگے اپنا فرمان چلا تے رہے اور دنیا سے ہمیشہ کے لئے چلے گئے۔ آج اُن کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ کوئی انکا نام لیوا بھی نہیں رہا لیکن بھگوان رام۔ بھگوان کرشن۔ بدھ۔ عیسیٰ۔ حضرت محمدؐ۔ گوردو ناناک۔ سنت کبیر۔ مولانا روم۔ شیخ سعدی۔ امیر خسرو۔ بلیہ شاہ۔ فقیر سرد شمس تبریزی۔ منصور۔ جگت گورو شنکر آچاریہ۔ سوامی وویکانند۔ سوامی رام اور سوامی گووند آنند۔ جیسے سنتوں اور ہمارے پیشوں کے چلائے ہوئے آیدیش روپی فرمان جب تک سورج اور چاند قائم ہیں زندہ رہیں گے۔ دکھیوں کی رہنمائی کرتے ہوئے اُن کے جیوں کو شکھی بنا تے رہیں گے۔ اور کھولے بھٹکے پرانیوں کو حقیقت کا مارگ دکھاتے رہیں گے۔

سنتوں کے آپکار کہاں تک ورن کرین نظام قدرت کے کارکنوں کی طرح اُنکا جیون پرانی ماتر کے کلیان کیلئے وقف ہوتا ہے۔ جیسے سورج پر کاش دیتا ہے تمام جیو جنتوں کے جیون کا ادھار ہے۔ ہمارے لئے اناج۔ سبزیاں اور پھل پکاتا ہے۔ ہوا سے تمام ذی روح مخلوقات کی زندگی قائم ہے۔ دھرتی سب کو کھاتے ہوئے ہے یہی خوراک



اور پوشاک کے سبب سادھن جیتا کرتی ہے۔ مادہ مہربان کی طرح ہمیں اپنی گود میں لئے ہوئے دھرتی کا اپدیش دیتی ہے۔ ندیاں اور برکش سب کا جیون دوسروں کے آپکار کے لئے ہے۔ اسی طرح سنت بھی سورج کی طرح گیان کا پرکاش دینے والے۔ وایو کی جھانکی ادھیاتماک جیون کا سنیار کرنے والے دھرتی کی طرح دین دھکیوں کی اوٹ اور سہارا ہوتے ہیں۔ برکشوں کی طرح خود شکست سہارتے ہوئے دوسروں کو اپدیش روپی سایہ میں پناہ دیتے ہیں۔ ندیوں کے جل کی طرح پانیوں کے پاپوں کی میں کو دھونے والے ہوتے ہیں۔

دو ہارک جیون میں اُن کے آپکار سے لاکھوں انسان فیض یاب ہوتے ہیں۔ اُن کے آپکار سے چلائے ہوئے ان پھتروں سے بھوکوں کو بھو جن۔ اُن کے لگائے تالاب۔ باوڑی کوپ سے پیاسوں کو پانی۔ ہسپتالوں سے روگیوں کو اوشدھی ملتی ہے۔

سوامی جی کا جیون بالکل اسی پرکار کا جیون تھا۔ اُنکا سارا جیون پرانی ماتر کی بھلائی میں بیتا۔ جہاں جیسا ضرورت مند دیکھا وہاں اُسکی اُسی پرکار سے امداد کی۔ جب تک دنیاوی کاروبار چلایا وہ سب شاستر کے انوسار تھا اور اسی پرکار کا وہ ہار چلانے کی گریہتوں کو سکھشادی۔ اُنکے اپدیشوں سے مایا کی اگنی سے تڑپتی ہوئی روحوں کو شانتی نصیب ہوئی اور آج بھی گوبند پرکاش پستک روپ میں اُن کا اپدیش کئی بھولے بھٹکوں کو حقیقت کی شاہراہ دکھا رہا ہے۔ ہمارا پریم کرتوت یہ ہے کہ اُن کے اپدیش کو سامنے رکھ کر ہر وقت اپنے اعمال نامہ کی پڑتال کرتے رہیں۔ کہ کہانتک ہم اپنے جیون کو اُن کی سکھشا کے انوسار بناتے ہیں۔ ہم تن من دھن سے کس قدر پرانی ماتر کی سیوا کرتے ہیں۔ اندلیوں کو شہ مارگ میں لگا کر شاستر انوسار جیون پتانے میں کہاں تک سچل ہوئے ہیں۔ ہمارے مانسک و چاروں کا پردہ زیادہ سے زیادہ کس طرف جاتا ہو۔ بانی سے اتم کتن اور من سے اتم جتن میں ہم کتنے آگے بڑھ رہے ہیں۔ گورو بھگتی میں ہمدی شروعا اور ہمارا دشواں کتنا در بڑھ ہے۔ جتنی جتنی اس مارگ میں ہماری عقیدت بڑھتی جائے گی۔ اُسنا اُسنا ہم منزل مقصود کے نزدیک پہنچنے جائیں گے۔ اور جس کام کے لئے ہمیں مانو شریر ملا ہے اس کے اُصول میں کامراں ہو سکیں گے۔

مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کا جیون پریشکیل (علی) اور نیشٹاک ہے۔ اور جنہیں ذرے ذرے میں اتم درشن ہوتے ہیں۔

بقول :- ہرچہ آید در نظر این خیر و شر

جملہ ذات حق بود اے بے خبر

گورواک - ایہہ دشوہر کا روپ ہے ہر روپ ندی آسما۔

اوم شرم



شہری شہری ۱۰۰۸ پوجیہ سوامی ودیانند جی ہماراج جہاں منڈیشور کیلاش آشرم رشی کیش۔۔

ویا لکھیاں ۷۷

نوٹ۔ رشی کیش میں کیلاش آشرم ہی ایک واحد آشرم ہے۔ جہاں سنیا سیوں کو ویدانت شاستر پڑھائے جاتے ہیں۔ گویا اُن کے دوارا گیان کا پرکاش بھارت ورش کے کونے کونے میں پھیلا یا جاتا ہے۔ کیلاش آشرم گیان کلاٹ ہاؤس (LIGHT HOUSE) یعنی چائین منارا ہے۔ جس سے اگیان کے مارگ میں بھٹکتے ہوئے پرانیوں کو حقیقی رہنمائی ملتی ہے۔ آپ اس سے قبل سنیا آشرم دہلی۔۔ پردھان ادھیکیش کے پد پر نیکٹ تھے۔ آپ عالم باغل ہیں۔ تیاگ کا مجسمہ ہیں۔ آپ کے چچن رموز معرفت اور اسرار ہنانی کا بگینہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

پیرم پوجیہ برہم لین سوامی گوہندا نند جی ہماراج کے بزدان دوس کے کاریہ میں مجھے دوسری بار شامل ہونے کا موقع ملا ہے۔ یہ سب اُن کے پرم شیشیہ سوامی شاشوت نند جی تیرتھ کی بدولت ہے۔ جنہوں نے اس پوتر گیان یگیہ کا پر بندھ کر کے میں یہاں اپنے وچار پرگٹ کرنے کا اوتسار موقعہ اُپر دان کیا ہے۔ آج کئی وچار دھارا میں پر چلت ہیں۔ آج زندگی کی سمیا اُلجھی ہوئی ہے۔ جس کو سلجھانے کے لئے مانوتا پریل دینا ضروری ہے۔ آج بڑے بڑے انجینیر۔ ڈاکٹر۔ وکیل اور پروفیسر تیار کئے جا رہے ہیں۔ لیکن مانو (صحیح انسان) تیار نہیں کئے جا رہے۔ انسان میں انسانیت کا جوہر پیدا کرنے کی طرف کسی کا دھیان نہیں۔ ہندو۔ مسلمان۔ بدھ اور عیسائی تو دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ لیکن حقیقی انسان بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ ہم بھارتی کہلانے میں اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ لیکن مانوتا اس سے بھی وشال ہے۔ مانو کا ویش سارا وشو ہے۔ مانو کسے کہتے ہیں؟ اپنے آپ کو جزوی خودی سے بالاتر رکھنے والا ہی مانو ہے۔ جس کا من چھلی نہیں ہوتا۔ جو دکھ شکھ میں سمان رہتا ہے۔ جو اپنے من کو سہاہٹ کرنے کی شکتی رکھتا ہے۔ جسے دوسرے شبدوں میں یوگا کہتے ہیں۔ وہی انسان کہلانے کا حقدار ہے۔ یوگی لباس سے نہیں بلکہ من سے بنتا ہے۔ جگہوان کرشن نے شریک بھگوت گیتا کے چھٹے ادھیائے میں فرمایا ہے۔

प्राप्तमौपम्येन सर्वत्र समं पश्यति यो ऽर्जुन ।

सुखं वा यदि वा दुःखं स योगी परमो मतः ॥

ارتھ۔ سکھ۔ دکھ اپنا اور اوروں کا سمست سمان ہے۔ جو جانتا ارجن وہی یوگی سدیو پردھان ہے۔ انسانیت برہم درشتی سے آتی ہے۔

بقول۔ تلسی رامائن۔ سیرام مے سب جگ جانی۔ کروں پر نام جو رتھاگ پانی

ایشا واسیہ انشد۔ منتر نمبر ۶، ۷ ۱ ۲ یستو سرباणि भूतान्यात्मन्येवानु पश्यति ॥

सर्व भूतेषु चात्मानं ततो न विजुगोप्सते ॥

यस्मिन्सर्वाणि भूतान्यात्मैवाभ्युद्भिजानतः

तत्र को मीहः कः शोक एकत्वमनु पश्यतः ॥



ارتھ۔ جو گیان وان سب بھوتوں کو اپنے میں دیکھتا ہے اور آپ کو بھی ان سب بھوتوں میں دیکھتا ہے۔ وہ کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ اور جس اوستھا میں اس دزدان کو سب اپنا آپ ہی ہو گیا ہے۔ اُسے سوہ کہاں اور شوک کس بات کا دہرم کی پیری بھاشا یعنی دہرم کسے کہتے ہیں؟ انسانیت کا مارگ جس سے سکھ اور شانتی پر اپت ہوا اور مہی کو نیک رستہ پر لگانے والا ہو۔ وہ دہرم کہلاتا ہے۔ دہرم انسان کا چلایا ہوا نہیں ہوتا بلکہ ایشور پر پرنا اور ایشوری گیان ہی دھرم کہلاتی ہے۔ وید ہی ایشوری گیان ہے جو کہ سرشٹی کے آرٹھ میں رشیوں کے نرمل انتہ کرن میں پرگٹ ہوا۔ رشی منتر درشت کہلاتے ہیں نہ کہ منتروں کے رچنے والے۔ جس بانی میں رشیوں نے منتروں کا اُچار کیا وہ دیو بانی کہلاتی ہے۔ وید رشی کہلاتے ہیں۔ ان کا گیان سینہ بسینہ چلا آ رہا ہے۔ رشیوں دوارہ پر پیر سے چلا آتا ہے ایک رشی سے اُسکے شیشیہ نے سُن کر یاد کر لیا اُسے اُگے سنا دیا۔ جب کافی وقت اس طرح گزر گیا اور بدھیاں کمزور ہونے لگیں تو ان کو بھوج پتروں پر دیو بانی کی پرچلت پتی میں تحریر کیا گیا یورپ کے دزدانوں نے اپنی تحقیق شدہ اتہاسک تحریروں میں دنیا کی سب سے پہلی پستک برگ وید کو مانا ہے۔ سمرتی انسان کے بنائے ہوئے گرنتھ ہیں۔ ان میں غلطی ہو سکتی ہے۔ مختلف سمرتیوں کے وچاروں میں کئی سدھانتوں کے بارے میں بھید دکھایا گیا ہے۔ اس کا کارن یہ ہے کہ یہ گرنتھ وقت کی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دزدان و چار کوں نے اپنے انو بھو کے انوسار لکھے ہیں ہر دہرم کے اندر دو قسم کے سدھانت ہوتے ہیں۔ ایک بنیادی یعنی Bandic سدھانت جو کبھی نہیں بدلتے۔ اور تحقیقت میں انہیں ہر دہرم کی عمارت قائم ہے دوسرے پرچلت سدھانت جن کا تعلق ساما جاک جیون سے ہے اور منش کے بنائے ہوئے گرنتھوں میں ملتے ہیں یہی وچار سمرتی کہلاتے ہیں۔ مانو کی بدھی غلطی کر سکتی ہے۔ بقول۔ گورو اک۔ "تھلن ہار سب کو اچھل گورو کرتار"

وید چونکہ ایشوری گیان ہے۔ اس میں کسی پرکار کی کمی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ مانو کیلئے جیون کے ہر ایک کھپش میں وید سے رہنمائی ملتی ہے۔ بھاشا جیسے مسلمان صوفیوں نے اتم گیان کی عظمت بیان کرتے ہوئے وید کو ہی پرمان مانا ہے۔

بقول۔ الف اپنے آپ نوں سمجھ پہلے کی دستو ہے تیدڑا روپ پیارے

باجھ اپنے آپ دے صحیح کیتے پوس ورتھ دے دے دکھ بھارے

ہور لکھ اپائے نہ سکھ ہو سسی کچھ دیکھ سیانٹے جاگ سارے

سکھ روپ اکھنڈ چتیتہ ہیں توں بھاء شاہ پکار دے وید چارے

انسان کا چلایا ہوا مذہب بعد میں ماننے والوں کو غلطی میں ڈال سکتا ہے۔ کئی فرقوں میں بٹ کر خون خرابے کا کارن بن سکتا ہے جیسے یورپ میں رومن کیٹھولک اور پروٹسٹینٹ عیسائیت کے دو فرقوں میں کئی سالوں تک جدوجہد رہی ایک فرقہ کے لوگوں نے دوسرے فرقہ کے لوگوں کو زندہ جلایا تلوار کے گھاٹ اتارا مسلمانوں میں سنی شیعہ۔ اور احمدی فرقوں کے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہ آج بنگال میں دونوں فرقہ اسلام

کے ماننے والے ہیں۔ جو کچھ وحشیانہ قتل و غارت وہاں ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ایشوری گیان جو کہ صبح معنوں میں دہرم کہلاتا ہے۔ اور جس کا خزن وید ہیں وہ مانو کو پرانی مائتر کے ساتھ پریم کرنا سکھاتا ہے انسان کو صحیح انسان بنانا ہے۔ اسے خود شناسی کے جوہر سے آراستہ کرتا ہے۔ اسکی بدھی کو گیان کے نور سے منور کر دیتا ہے جس سے وہ ذرے ذرے میں اتم جیوتی کا پرکاش دیکھتا ہے۔ بھید بھاو ختم ہو جاتے ہیں۔ وید میں جنم سے لے کر ترنوناک جیون بتانے کی سکھشا ہے۔ ویدوں میں یگیہ۔ دان۔ تپ اور کئی پرکار کی آپاسناؤں کا روچن آتا ہے۔ کل ایک لاکھ منتر ہیں جن میں اسی ہزار (80000) منتر کرم کا نڈ کے سولہ ہزار آپاسنا کے متعلق اور چار ہزار آتماک گیان کے بارے میں ہیں۔ یگیہ۔ دان اور تپ یہ گیان پر اپتی کے سادھن ہیں۔ ان سے آتما کرن نرمل ہوتا ہے بشرطیکہ سب کچھ نیشٹ کام بھاو سے کیا جائے۔ جب ہم ان پر غلیبہ علحدہ و چار کرتے ہیں تو مذکورہ حقیقت ہم پر بریدار ہو جاتی ہے۔ یگیہ کے ارتھ تیاگ اور سمرپن ہے سب کچھ ایشور کا سمجھنا اور شناسٹر کے ادیش کے الو سار جیون پیمانایگیہ نے جیون کہلاتا ہے۔ تپ۔ اپنے کرتویہ کو صحیح طریقے سے نبھانا۔ ہر پرکار کے کشٹ کو صبر سے سہن کرتے ہوئے فرض منصبی کے پورا کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ اور اسے شناسٹر کی آگیہ کے مطابق انجام دینا تپ ہے۔ دان ایماندار سے کمائے ہوئے دھن۔ شادریک بنی اور دویا کو پرانی مائتر کی بھلائی کیلئے لگانا۔ بانی سے دوسرے کے ہر دیر کو شانت کرنا۔ ہر پرکار کی شکنتی سے سماج کو سکھی بنانا۔ پرانی مائتر کے دکھوں کو دور کرنا سب سے بڑا دان ہے۔ تپسوی لوگ جنگلوں میں بیٹھ کر تپ کرتے ہیں اپنے شہ و چاروں اور سنسکاروں سے والو مندل کو پوتر بناتے ہیں۔ اپنے اتم اپدیش سے سپرک میلنے والے دکھی دلوں کو شانت کرتے ہیں۔ پرنیک پرانی کے کامیان کے لئے سوچتے ہیں۔ یہ ان کا سب سے بڑا دان ہے۔ ایسے تپسوی لوگوں کے لئے جہنوں نے ان اور بستر کے چھیر لگا رکھے ہیں۔ ان کے رہنے کے لئے استھانوں کا پر بندہ کیا گیا ہے یہ سب دان کی جہاں ہے۔ لنگونی باندھنے والے ہی ادھیاتم گیان کا اپدیش کر سکتے ہیں۔ تیاگ سے ہی برہم و دیوی کی یوگتا آتی ہے۔ اپو اس کا ارتھ بھی اندریوں کا ستیم اور ان کا سد اپیوگ ہے۔ مذکورہ بالا سب سادھن گیان کا ادھیکار پیدا کرتے ہیں۔ یہ موکھش کے بیزنگ (باہر کے) سادھن ہیں۔ موکھش کا انترنگ سادھن جہا و کبیہ کا گورو دوارا اپدیش ہے۔ شرمید بھگوت گیتا میں بھی ڈو برہما و چار ہیں۔ کرم نیشٹھا کرم سادھن اور گیان نیشٹھا سادھیہ ہے۔ اتم گیان ہی مانوتا کا پالٹہ پڑھتا ہے۔ اتم گیان ہی سکھی بناتا ہے۔ اتم گیان ہی جنم مرن کے چکر سے مکتی دلاتا ہے۔ اتم گیان ہی گیان کہلانے کا ستھی ہے اس سے ویریت باقی و دیاتیں مایا موہ میں پھنسنے والی اگیان کہلاتی ہیں۔ بلطابق شرمید بھگوت گیتا تیرھواں ادھیاتمے شلوک نمبر ۱۱۔

अथ्यात्मज्ञाननित्यत्वंतत्त्वज्ञानार्थदर्शनम् ॥

तत्त्वज्ञानमिति प्रोक्तमज्ञानं यदतोऽन्यथा ॥

ارتھ۔ ادھیاتم گیان و توتو گیان و چار یہ سب گیان ہے۔ ویریت انکے اور جو کچھ ہے سبھی اگیان ہے۔

ایک اندھے کے پیچھے چلنے والے سب اندھے ہوتے ہیں۔ سنساری و دیواؤں کے جاننے والے ادھیاتم واد کے

مارگ میں اندھے مانے جاتے ہیں۔ اور ان کے پیروکار بھی اندھے ہی ہوتے ہیں۔ مانوتا کی چرم سیمای اتم گیان ہے۔



پر ماتھا گیان سرُوپ ہے۔ انورجھو کاوشے ہے۔ یہاں پرشوں کی شرن میں جانے سے کر بودھ پر اپت ہوتا ہے۔ جسے اپنے آپ کی پہچان ہو گئی اُس نے سب کچھ پر اپت کر لیا۔ اس لئے جاگرت گورو سو جی شنکر اچاریہ جی نے ماؤ کو جزداد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اے انسان تو اپنے ہر ذریعہ کو ٹٹول اور دیکھ کہ تو گدہر جا رہا ہے۔ اور تجھے کہاں جانا ہے۔ خودی کا بندھن ہی جیو کا سرُوپ ہے۔ اور اس بندھن سے مکت ہونے کا نام ہی خود شناسی ہے۔ پر کرکئی کے بندھن میں پڑا ہوا جیو پر پی دن جاگرت۔ سوپن اور سکھوپت اوستھاؤں میں گزرتا رہتا ہے۔ جاگرت اوستھا میں اندریہ جنیہ گیان ہوتا ہے۔ اسفقول شریر اور سوکھشتم شریر یعنی سارا سنگھات کام کرتا ہے۔ جیو سمان روپ سے سارے شریر میں رہتا ہوا ویشیش روپ سے داہنے نیتر میں نو اس کرتا ہے میکھری بانی بولتا ہے۔ سفقول بھوگ بھوگت ہے۔ کریا شکتی اور رجوگن پر دھان ہوتا ہے۔ اس اوستھا کا اھیما جی بیو ویشو کہلاتا ہے۔ سوپن اوستھا میں نہ تو اسفقول شریر اور نہ ہی اندریاں کام کرتی ہیں کیوں من ہی ہوتا ہے۔ نئی اندریوں اور نئے شریر کی فرضی رچنا ہوتی ہے۔ نیا سنسار رنج لیتا ہے۔ اور اس سے کھیلنے لگتا ہے۔ آپ ہی شریر نیتا ہے اور آپ ہی اس کے اگے بھاگتا ہے۔ آپ ہی ندی۔ آپ ہی ناؤ اور آپ ہی ناؤ دوارہ اس سے پار ہوتا ہے۔ جیو کا ویشیش ستھان کنڈھ ہوتا ہے۔ یہ ساری سچنا ٹاری میں رچی جاتی ہے۔ جو بانی وہاں بولی جاتی ہے۔ وہ مدھیما کہلاتی ہے۔ جسے یہ خود ہی بولتا ہے۔ اور خود ہی سنتا ہے۔ سنکھپ سے یا واسنا سے بھوگ بھوگت ہے۔ گیان شکتی کام کرتی ہے اور تنوگن پر دھان ہوتا ہے۔ اس اوستھا کا اھیما جی جو تھیں کہلاتا ہے۔ جیو جب دونوں پر کار کے کھیلوں سے فحاک جاتا ہے۔ تو خواب غفلت یعنی سکھوپت اوستھا میں آرام فرماتا ہے اس میں من سہمت سارا سنگھات اپنے کارن اودیا میں لین ہو جاتا ہے۔ اس اوستھا میں جیو کا ویشیش نو اس ستھان ہر ذریعہ ہوتا ہے۔ بانی پشینتی کہلاتی ہے۔ اہنر بھوگ۔ درویش شکتی اور تنوگن کی پر دھان ہوتی ہے۔ اس اوستھا کا بودھ اودیا برتی دوارہ ہوتا ہے۔ اور گیان ساکشی بھاسیہ کہلاتا ہے۔ اپنا آپ اودیا کی چادر اور ٹھہ ہوا ہوتا ہے۔ اس اوستھا کا اہنر کالے کپڑے میں سے چھن چھن کر بھاسنے والے پر کاش کی بھانتی ہوتا ہے۔ من دوسرے دن کیلئے کام کرنے کی شکتی اسی اوستھا میں پر اپت کرتا ہے۔ اس کے اھیما جی کا نام پراگیہ ہوتا ہے۔ اس اوستھا میں نہ تو اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اور نہ ہی نام روپ کا گھر بن ہوتا ہے اس لئے اسے اگر گھر بن کہتے ہیں۔ جاگرت اور سوپن میں اپنے آپ کا بودھ تو نہیں ہوتا لیکن نام روپ کو دیکھتا ہے۔ اور اُسی کے چکر میں گھومتا رہتا ہے۔ ان اوستھاؤں میں انیتھا گھر بن اور تنو اگھر بن ہوتا ہے۔ تنو اگھر بن سے مراد اپنے آپ کا بودھ نہ ہونا۔ یعنی اپنے آپ کو صحیح روپ میں نہ جانتا تنو اگھر بن کہلاتا ہے اور اپنے آپ کو کچھ اور مان لینا انیتھا گھر بن کا نام پاتا ہے۔ سوپن اور سکھوپت اوستھا سے ہی ویدانت کی سمجھ آتی ہے راستہ میں یہ دونوں مابیت زبان حال سے بھی روزانہ گیان کو اتی ہیں۔ لیکن اس کو سمجھنے کے لئے یہاں پرشوں کی شرن میں جانا پڑتا ہے سوپن اوستھا جو کہ اودیا کا پیر نام اور جینن کا دھرت ہے ساری رچنا آپ ہی رچتا ہے اور آپ ہی اس میں گھبراتا ہے۔ سوپن کے دکھوں سے دھرت ہونے کا ایک ہی اُپلئے ہے کہ سوئے ہوئے کو جگا دیا جائے سب دکھ یکدم کا زور ہوتا

ہیں کیونکہ وہ مہر و مہر یعنی فرضی ہوتے ہیں۔ اسی طرح جاگرت کا سنسار بھی تینوں کال ہوا ہی نہیں۔ لیکن گیانی جاگرت ہونے پر یہ فرضی معلوم ہوتا ہے۔ وہ ٹھوڑے وقت کا سوپن ہے جاگرت اوستھا لمبا سوپن ہے۔ وہ جیو سنکھپ ہے اور یہ جیوؤں کے کرموں کے اوسار ایشور کا سنکھپ ہے سوپن کے پدارتھ پر ترقی بھاساک سہ والے کہلاتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں جاگرت کے پدارتھوں کی دوبارک سنتا ہے۔ لیکن جب گیانی کے نیتر کھلتے ہیں۔ تو سارا پر تہج پر ترقی بھاساک ستا والا برتیتا ہونے لگتا ہے۔ اس لئے نہان پریشوں نے سنسار کو بھنچیا کہا ہے۔ بھنچیا کے ارتھ صوفی و چار کے اوسار نمود بے بوز کے ہیں یعنی جو وجود سے ہونے لگا اور نظر آئے۔ اسی لئے تو سائیں بلکھا شاہ نے فرمایا ہے۔

ت - تنک چننا چھدر چھیدنا نہیں اک لکھ نہ چھتے سما وندا ہے  
ڈھونڈ دیکھ جہاں دی ٹھور کھتے ان ہونڈرا ہی نظر آوندا ہے  
رجوئ خواب دا خیال ہی ستیاں نوں طرح طرح دے روپ ڈھلا وندا ہے  
بلکھا شاہ نہ تجھ تے کچھ باہر تیرا بھرم ہی تینوں بھرما وندا ہے

اب سکھوپت اوستھا کو لیجئے جس میں سب رشتے بھوگ تاپید ہوتے ہیں۔ سنسار کے سارے سکھوں کو چھوڑ کر جیو سکھوپت اوستھا کا آئند لینا چاہتا ہے۔ دوسرے دن کے کام کیلئے وہاں سے شکتی اور تازگی پر اپت کرتا ہے اگر وہیں میں آئند ہونا تو سکھوپت اوستھا میں جانے کی کون کا مٹا کرتا۔ جو لوگ من کے سنجوگ سے آئند کا آئند آتے ہیں۔ اور ان کے وچار میں آئند آتما کا گٹن ہے جو من کے سنجوگ سے پرگٹ ہوتا ہے۔ انہیں اس بات کو بھی پرکار سمجھنا چاہئے کہ سکھوپت میں من اپنے کارن او دیا میں لین ہوتا ہے۔ وہاں کیوں اپنا آپ ہوتا ہے اور وہ آئند آتم دیو کا ہی آئند ہے۔ اس سے بدھ ہوتا ہے کہ میرا اپنا آپ آئند سرور ہے و شبیوں میں آئند آتم آئند کا کارن ہے۔ تینوں اوستھاؤں میں جانے سے سرور میں کچھ پروژن نہیں ہوتا یا دن پنیت گوبانی نے ان اوستھاؤں کا آتم دیوروی راہ کے نوں استھان بتایا ہے۔ گورواک۔ جاگرت۔ سوپن سکھوپت تریا آتم بھوپت کی ایہ پُریا

جاگرت اوستھا کا آئند۔ اندر اور من گراہیہ ہے سوپن اوستھا کا آئند کیل من گراہیہ ہے سکھوپت اوستھا کا آئند سکھوپت و ہی منش بھائی شالی ہے جس نے اسی جنم میں جہاں پریشوں کی شرن جا کر اپنے آپ ہی پہچان کر لی ہے اسے ہی حقیقی شانتی نصیب ہوتی ہے اور وہی کرتیہ کرتیہ ہو جاتا ہے۔ بقول سائیں بلکھا شاہ۔

الف آج ہویا سیکھو تیج میرا غمی شادی دے پار کھلویا میں

ہویا زور دل بھرم سب مٹا دیا ڈر کال دا قاضیا کھویا میں

سادھ سنگ دی دیا تے ہویا بڑی ٹھٹھٹ جتین بکھ سویا میں

بلکھا شاہ سنہال جدمول دیکھیا جو آد بھانت سوئی ہویا میں

نہیں  
رو



دیباکھیان ۳۰ شہری شہری ۱۰۸ بوجیہ ممتی پر مہلا پی جی مہاراج  
نوٹ: بندہ مبارک سرزمین پنجاب جہاں ریشیوں کو دیدوں کا گیان ہوا۔ جہاں کھلوان کرشن نے ارجن کو گیتا جی  
کا امرت مئی اُپدیش دیا۔ جہاں گورو صاحبان جیسے گیانی اوتاروں اور سودھی رام تیرتھ جی اور ہوت شا لکرام۔  
سوامی اننت پرکاش۔ رام سوگم پرکاشی اور جدا کاشی ملک مہراج جیسے تہذیب و تہذیب پرشوں کا جنم ہوا۔ اسی پانی  
پنیت سرزمین کے آپ ایک انمول رتن ہیں۔ آپ تیراگ۔ پراپکار اور تیکھشنا کا محسمہ ہیں۔ آپ دیوارت ویش کے  
کونے کونے میں مندر اور ست سنگ بھون بھون کر مانی کیلئے ادھیانم واد کے سادھن ہتیا کر رہے ہیں۔ اور اُسے  
اگیان نندرا سے بیدار کر رہے ہیں۔ آپ اتم اور اچھوتے اُن بھوکے مالک ہیں۔ آپ کے وچار پریم کے پھلکتے  
ہوئے جام ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے

سنت کو کیا رویئے جو اپنے گریہ جاتے

سنت مرنے نہیں برہم لین ہوتے ہیں۔ اور اپنے اُپدیش سے ہمیں کرتار تھ کر جاتے ہیں۔ جیسے بادل برسنے  
کے بعد اپنے جیون کو سمپت کرتے ہیں لیکن حقیقی کو ہر اُپدیش جاتے ہیں۔ لکری جل کر راکھ ہو جاتی ہے لیکن ہمارے  
لئے بھوجن بنا کر ہمیں ترپت کر دیتی ہے۔ اسی طرح سنتوں کا کچ بھوتاک شریر لوپ ہو جاتا ہے لیکن اُن کا لٹریچر اور اُنکے  
امرت مئی وچن ہمارے اُمتارن کو فرل بڑا کر اپنے گیان کے پرکاش سے پرکاشت کر دیتے ہیں۔  
سنتوں کو حقیقی شانتی سنتوں کی گریہ سے پراپت ہوتی ہے۔

سنت نہ ہوتے جگت میں تو جل کر سستار

بقول۔ سنتوں کی بانی میں غضب کی تاثیر ہوتی ہے وہ جو کچھ اپنے کھارے سنت لیتے ہیں وہ کلام الہی کا زہر پاتا ہے  
سنتوں والے کا ہر ویروہی کنول کھٹ جاتا ہے۔ اُسکی تمام بھرنی یک زہم زہمت دھاتی ہے۔ اور اس کا من پریم سائرس دوز  
جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ جب اس پر وپار کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سنت سینم کی بھٹی میں اپنی بانی کے  
مندرجہ ذیل چار پرکار کے دوش جلا دیتے ہیں۔ (۱) کرٹوے تہ بولنا (۲) متھیا بھاشن۔ (۳) نندا کرنا۔ (۴) بناں پر وچن  
بولنا۔ اور اس کے مقابلہ میں سنت ہمیشہ ست وادی۔ بھارتھ بولنے والے اور دوسروں کی نندا پرشنا سے رہت  
ہوتے ہیں اور بناں پر وچن زبان کو ہرگز نہیں کھولتے اور اسی میں اُن کی بانی کی عجیب و غریب شکتی کا راز پوشیدہ ہے۔  
جہاں سنت اپنی بانی سے اتم و وچن اور اتم برون کر کے جگیا سوووں کے من کی میل کو دھوتے ہیں وہاں اُنکا مول اور  
اُنکی خاموشی بھی اپنا اثر دکھائے بناں نہیں رہتی اُن کے دشن سے ہر دور کے سبب شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب  
سوامی رام تیرتھ جی مہاراج امریکہ میں تھے۔ اُنکے ساتھ مشا سترار تھ کرنے کے لئے ایک نامزدگوں کی پریزڈنٹ  
لیڈی وہاں پہنچی وہ اس وقت سماجی میں مگن تھے اس لئے اُسے اُن کے کمرے میں ایک گھنٹہ انتظار میں بیٹھنا پڑا  
اُنکی اس مون اور خاموشی اُن اتم تلبین اوستہ اُنکے نامعلوم اُس دیوی کے من پر کوشا جادو کا اثر کیا کہ اُسکے وچار  
بدل گئے وہ اُنکے گوی۔ چینی سوامی جی نے اوم کے اچارن سے سماجی کھولی تو اس دیوی کی زبان بھی اوم کی پرت

دھونی سے گوبخنے لگی۔ سوچی جی نے اس سے پوچھا زیدی آپ نے کیسے درشن دیئے۔ لیڈی نے جواب دیا  
"حضور میں یہاں کے ناشکوں کی پردہان ہوں۔ آپ سے تبادلہ خیالات کرنے کی اُمی تھی۔ لیکن آپ کے چروں  
میں ایک گھنٹہ بیٹھنے سے میرے وچاروں میں پرورتن ہو گیا ہے میں استک بن گئی ہوں۔ میرا ہرذیہ (لیشر پریم  
کے جذبات سے لبریز ہو گیا ہے۔ اب میں بطور شبیہ کے آپ کے چروں میں حاضر ہوں اور اپنے جیون کے لئے  
صحیح رہنمائی چاہتی ہوں۔"

بقول۔ خاموشی بھی اسرار حقیقت کھول سکتی ہے

جہاں گفتار عاجز ہے وہاں یہ بول سکتی ہے  
سنتوں کی کرپاد رشتی سے سادھاک نہال ہو جاتا ہے۔ اس کے ہرذیہ میں ویراگ کی جوالا لہرک اٹھتی  
ہے۔ سنسار مہتمبا نظر آنے لگتا ہے۔ فنا اور موت کے تصورات اس کے سامنے ناچنے لگتے ہیں۔ اور  
ان سے اسکی صحیح رہنمائی ہوتی ہے۔

بقول۔ موت جب تک نظر نہیں آتی زندگی راہ پر نہیں آتی

جس نے اسکو نظر سے دیکھ لیا اسے دنیا نظر نہیں آتی  
کہا جاتا ہے کہ آگ سے جل کی اُچھ ہوتی ہے پرورتن کی یہ ہتھوری سادھاک کے ہرذیہ میں صادق  
آتی ہے۔ ویراگ یعنی برہ کی آگ پریم کے جل میں بدل جاتی ہے۔ وہاں پریم کا ساگر ٹھٹھیں مارنے لگتا ہے  
پریم کی زبان آنکھ کو مانا گیا ہے۔ وہ پریم اشرو دھارا کے روپ میں پرگٹ ہونے لگتا ہے۔ بقول  
پریم چھپائے نہ چھپے جہنم گٹ پرگٹ ہوئے یہ کچھ سے بولے نہیں نین دیت ہیں روئے  
پریم اور پرماتما میں رنجاک ماتر اتن نہیں

Good is love and love is good

گورداک۔ جن پریم کیو تن ہی پریم پائیو

بقول۔ پریم ہری کو روپ ہے۔ ہری پریم سر روپ : ایک روپ میں دو بسیں اک سوچ اک سوپ  
پریم شبد کی اگر تجرتی یعنی سندھی پھید کیا جائے تو ایسے بنتا ہے

برے۔ م (میں) یعنی جزوی خودی سے پرے

جزوی خودی سے سر بیٹھ اوستھا اور وہ ہے اتم ساکھیات کار یعنی خود شناسی پریم کی ابتدا ویراگ  
انتہا اتم آئند۔ اپنے آپ میں قیام۔  
بقول سائیں بھٹے شاہ۔

غ۔ غم نے مار حیران کیتا اُٹھتے پر پیارے نوں لورڈی ساں  
مینوں کھاونا ہونا بھل گیا زبا میل جانی ہمتہ جوڑ دی ساں



میں اکٹھری نوں سیّاں چھڈ گئیاں انگ ساک نالوں ناطہ توڑ دی ساں

بلکھا شاہ جد آپ نوں صبح کیتا تدوں ہنٹری انگ نہ موڑ دی ساں

اتم آنند ہی حقیقی سکھ ہے جس کی — تلاش سب پرانی ماتر کو ہے۔

سنسار کے ویکی انیک۔ پرپوار انیک۔ جاتیاں انیک۔ دلش انیک اور مانگ سب کی ایک، وہ ہے سچا سکھ اتم آنند جسکی تلاش میں سب پرانی ماتر سرگرداں ہیں۔

نقطہ نگاہ یعنی منزل سب کی ایک۔ مارگ انیک۔

کوئی اسے پرپوار کے سکھ میں تلاش کرتا ہے کوئی مایا کے پھیلاد میں۔ کوئی شان و شوکت کے جیون میں۔

کوئی مان پر تشھما میں اور کوئی دہشتے سکھ میں اسکی کھوج کرتا ہے لیکن سب بھٹک بھٹک کر ہار جاتے ہیں اور

شانتی اور سکون سے محروم رہتے ہیں۔ اگر یہ سکھ بھوتناک پدارتھوں میں ہوتا تو چین جس کے پاس جن شکتی۔

امریکہ کے پاس دھن شکتی اور روس کے پاس نیشتر شکتی ہے۔ وہ دلش سکھی ہوتے۔ وہاں کے نواسیوں میں تو

اتنی بے چینی اور اشنانتی ہے کہ نیند لانے کے لئے بھی گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔ وہ جب بے چین ہوتے ہیں

تو شانتی کی پراپتی کے لئے بھارت مانا کی شرن میں آتے ہیں۔ چھ رشیوں سے ورثہ میں ادھیاتک شکتی ملی ہے

آج در بھائیہ سے بھارت واسی اپنی اس انمول وراثت سے دلچست ہو رہے ہیں اور بھوتناک واد کی طرف بھاگے

جا رہے ہیں۔ لیکن کچھ بھی ہو آج بھی دور دور کے دلشوں سے شانتی اور حقیقی سکھ کے متلاشی ملکیا سوگنگا کے

نرٹ پر سنت جھاتاؤں کی شرن میں پہنچتے ہیں۔ اور ان کے چرنوں میں رہ کر ان کے امرت می بچپنوں سے حقیقی

سکون و قرار پراپت کر رہے ہیں۔ وگیاں نے پرتھوی سے مپاند تاک کے فاصلے تو کم کر دیئے ہیں۔ لیکن دلوں کے

فاصلے بڑھتے جا رہے ہیں۔ دلوں کے فاصلے برہم دویا سے کم ہوتے ہیں۔ دل کا شیشہ برہم گیان سے منور ہوتا ہے

برہم دویا سوامی گو بند آنند جیسے سنت ویتا جہاں پرشوں کے اپدیش سے پراپت ہوتی ہے۔

جہاں پریش ہمیں جینے اور مرنے کا ڈھنگ سکھاتے ہیں۔ وہ ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ اے انسان تیری زندگی

کا مقصد دردِ دل ہٹانا۔ دکھیں کے دکھ دور کرنا اور پریم کے مارگ میں آگے بڑھتے ہوئے دھوکہ اپنا کٹنب یعنی

پرپوار سمجھنا ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

بقول۔

ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرومیاں

بھول کر تیرے سے کسی کا دل دکھی نہ ہو۔ دنیا میں سب سے بڑا پاپ کسی کے دل کو دکھانا ہے۔ اور

سب سے بڑا پچ کھی دل کو سکھی بنانا ہے۔

چار وید بھٹ شاستریاں بات ملی ہے دئے دکھ دیئے دکھ ہوت ہے سکھ دیئے سکھ ہوئے

موت کا ڈھنگ بھی سنت ہی بتاتے ہیں۔ ان کے اپدیش سے اتم حقیقی پراپت ہوجاتی ہے۔ کسا کو موت کہاں۔

جنہیں اتم تو میں قیام نصیب ہو جاتا ہے وہ اپنے آپ کو امرانتے ہیں آواگون کے چکر سے چھوٹ جاتے ہیں وہ ہنستے ہنستے موت کا انتظار کرتے ہیں اور شریر روپی بندھن سے پھنکارا پانے میں اُندمانتے ہیں۔

بقول۔

جینا ایسا جینا ہووے جی نہ کلپائے تو  
مرنا ایسا مرنا ہووے مکر پھیر نہ آئے تو  
تو روتا ہو سب ہنستے ہوں جب یاں پر آئے تو  
تو ہنستا ہو سب روتے ہوں جب یاں سے جائے تو

اسی لئے تو کبیر جی نے کہا ہے۔

جاں مرنے سے جگ ڈرے میرے من اُندر

مرنے ہی سے پائیے پورن پرمانند!

راون و دووان ہوتا ہوا بھی غل کے مارگ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ بابائے جیون گزارا۔ لیکن رام کے تیزوں نے جہاں اس کے شریر کی تسلس سے پاپ کے پرمانوں کو نشٹ کر دیا وہاں اس کی نگاہِ کرم نے اُتر دکھایا راون کا ہر دیہ پوتر ہو گیا۔ مرتے وقت جب رام جی اس کے پاس پہنچے تو اُن کو پرنام کیا اور نہایت ادب سے کہا کہ اے والے دو جہاں فرمائیے آپ کی جیت ہوئی یا میری؟ رام جی چپ ہو گئے۔ دوبارہ پرسن کیا لیکن جب رام جی نے اُتر نہ دیا تو راون نے آخری وقت یہ شبد کہے۔ اے رام جی اب میں یہاں سے جسیت کر جا رہا ہوں کیونکہ میں نے اپنی زندگی میں اپنی نگری لنگا میں آپ کو داخل نہیں ہونے زیا۔ لیکن آج میں آپ کی زندگی میں آپ کی نگری برہم لوک میں یعنی مکیٹھ دھام میں جا رہا ہوں۔ یہ ہے صحیح موت۔ جس کا ڈھنگ مہاں پرشوں کی کرپا پرشٹی سے پرایت ہوتا ہے۔

ہمیں بھی سوامی گوہند اُند جی ہمارا ج جیسے توت دیتا جہاں پرشوں سے زندگی اور موت کا ڈھنگ سیکھنا چاہیے زندگی کا ایک ایک لمحہ اتم سستی اور راہ واہ کرتے ہوئے جیتے۔

بقول۔

ایکتا کو دھار بھاویں بیٹھ بھاویں رٹن کر  
گیان دھیان ہوتے تو تو شاہن کو شاہ ہے  
اُست ترشنا دینتا کو دسار ڈار  
اتم سڑپ تو تو سدا ہی فر جاہ ہے  
منوا ججیتو تو سگل جگ جیتو جتان  
مشیو دوند بھاو تو تو جیو اچاہ ہے



نثری شری ۱۵۵ پوجیہ سوامی گنیش ناتھ جی مہاراج

نوٹ ہے۔ آپ سادھنا آشرم ہر دوار کے یہاں منڈیشور ہیں۔ برہم نیشی اور برہم شروتی تہ ویتا جہاں پرش ہیں۔  
ویدانت کی جمل سسیاؤں کو سلجھانے کی آپ میں خاص اہلیت ہے۔ آپ کا متک برہم تیج سے چمکتا ہے۔  
آپ سب کتنے بھاگیرثی ہیں جو ایک تہ ویتا جہاں پرش کی سہرتی میں گیان کا اتم اپدیش پر اپت کر رہے ہیں۔  
وہ جہاں کاریہ جس کے کارن ایسے جہاں پرشوں کی نصیحت ہے وہ ان کے اتم وچار ہیں جن کا اذہار اتم  
گیان ہے انہوں نے اپنی زندگی میں تپ مے جیون بتا کر اپنے سُرُپ کی پہچان کی اور دوسروں کو اس اپدیش سے  
کرتا رہا کیا۔ اتم ساکھیات کار سے اتم اور کولسا سادھن ہو سکتا ہے جس سے یہ مادہ جیون سنبھل مانا جائے۔ پرتیک  
پرانی کو اس کا بھرم ہی دھکی کر رہا ہے۔ اور اشانت اوستھا میں بھٹکا رہا ہے ویدانت کی درشتی سے یہ سنسار مٹی گارا۔  
اینٹ پتھر اور چوڑے کا بنا ہوا نہیں ہے۔ نام رُپ کا دستار سنسار نہیں کہلاتا۔ سنسار تو ہمارے اندر ہے۔ شوک ہی  
سنسار ہے۔ مودہ کا دوسرا رُپ سنسار ہی چائے اور بھٹے کو سنسار کی مبنیا دانتے۔ درتمان میں لگاؤ کا نام مودہ ہے۔  
وستو کے چلے جانے پرین کی برتی کا نام شوک ہے۔ چلے جانے کا خطرہ ہی بھٹے ہے۔ جو اپنی جگہ پر قائم نہیں وہی پریشان  
ہے اور اسی کا پاؤں ڈنگتا ہے۔ کبھی آگے پھسلتا ہے کبھی پیچھے لڑھکتا ہے۔ آگے پھسلنا مستقبل یعنی بھویشہ کے  
سوین لینا ہے۔ پیچھے لڑھکتا پھیلی باتوں کو یاد کرنا ہے اور درتمان میں کبھی سنسار کے چنگل میں پھنسا لویا دل میں  
دھنسا ہے۔

جہاں پرش ہیں یہ اپدیش دیتے ہیں۔ کہ جو گذر گیا اُس کے بارے میں سوچنا دھولی چھاننے کے برابر ہے۔  
اور مستقبل ہمارے بس میں نہیں نامعلوم ہمارا بھاگیرثی اُسے کس حالت میں پیش کرے یا اُس وقت تاک ہماری زندگی  
بھی وفا کرے یہ نہ کرے۔ اس لئے درتمان سے لاکھ اٹھانا ہی صحیح دانشمندی ہے۔ درتمان میں سادھان رہنا اور  
سُرُپ کو نہ بھولنا ہی عقل سلیم یعنی دوکیا وقتی بدھی کا کرتو ہے۔

ایک دفعہ دھرت راشٹر نے وِرجی سے جو ایک سچے تیاگی نیتی دان اور کوئی سنت تھے۔ یہ پرش کیا کہ کیا  
آتما کی مری ہوئی ہے یا کہ نہیں؟ اگر آتما مرنے والا ہے تو پھر سب جھکڑے اور اپدیش ختم۔ اور اگر آتما کی مری نہیں  
ہوئی تو پھر خوف کس بات کا لوگ موت سے ڈرتے کیوں ہیں؟ وِرجی نے جواب دیا۔ اے راجن میں آپ کے اس پرش  
کا اتر دینے سے عاجز ہوں اس کا اتر کوئی تہ ویتا جہاں پرش ہی دے سکتا ہے۔ دھرت راشٹر میری نگاہ میں  
آپ سے بڑھکر اور کون جہاں پرش ہوگا۔ وِرجی۔ آپ بھلے ہی مجھے جہاں سمجھیں لیکن میں اپنے کو بھلی پرکار جانتا  
ہوں۔ میں ابھی اس اوستھا میں نہیں ہوں کہ یہ دھیمی آپ کو سمجھا سکوں میں آپ کی جگہاں سا کو دیکھ کر سنت کمار جی کا  
آواز سن کر تا ہوں۔ آپ کو ان کے درشن ہونگے اور وہ آپ کے پرش کو حل کر دیں گے۔ چنانچہ وِرجی نے ایسا کیا  
اور برہم پوجیہ سنت کمار جی پر گٹ ہو گئے۔ دھرت راشٹر جی نے تہ متک ہو کر پرنام کیا اور وہی پرش ان کے  
سامنے دہرایا

سنت کمار جی نے اُتر دیا کہ راجن دونوں پھنس سست ہیں جو مایا موہ کے جال میں پھنسنے ہوئے ہیں اُنکے لئے مروت کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ موت سے وہ ڈرتے ہیں اور اُنہیں ڈرنا چاہئے۔ واستو میں موہ ہی موت ہے۔ اُتار امر ہے اُسے موت کہاں جس نے اپنے آپ کو اُتار سمجھ لیا۔ اُتم اُسٹھی پر اپت کرنی وہ موت سے بڑھچے ہو جاتا ہے۔ اگر پھر بھی وہ ڈرتا ہے تو اس کی حالت قابلِ افسوس ہے۔  
اسی خیال کو ساتیں بٹھاشاہ نے ایسے بیان کیا ہے۔

ج۔ جیونا بھلا کر متیاں تیں ڈریں مرن بھتیں ایہی ارمان بھارا  
اک توں ہی تاں چند جہان دی ہیں ملیا اکاش جو رہب ماہیں نیارا  
تیرا جیہ نہ دوسرا ہو کوئی اُدرانت باجھوں لگیں سدا پیارا  
بلکہ شاہ سنہال نہ کال کوئی توں تاں امر ہیں سدا نہیں مرن والا

سنت کبیر جی نے جہاں ناؤ میں ندی کا ڈوبنا اور کپڑی کا فوسن کا بھل لگانا۔ روپی رسیہ پورن بچن کہے ہیں اُن کا مقصد اُتم تو کا اتی سوکھم اور اجر امر سبھ کرنا تھا۔ ناؤ سے مُراد شریر اور ندی سے بھلاؤ اکادھ اُتم تو ہے جو کہ اس شریر میں قید ہو گیا۔

کپڑی تمام کپڑے وگ سے اتی سوکھم اور لطیف تر ہوتی ہے اور اُسکی تشبیہ اُتار سے دی گئی ہے۔ اور فوسن کا بھل سے مُراد سنسار کی اُن گنت اچھیاہیں اور خواہشات ہیں سنسار کی اُسکتی۔ لگاؤ اور میرا میں ہے جس کے جال میں جیو نے اپنے آپ کو پھنسا ہوا مان رکھا ہے جس اگیان روپی کا بھل یعنی اندھکار میں یہ بھٹک رہا ہے۔ بالفاظ دیگر مایا کی حرص ہے جس سے یہ حیران و پریشان ہے شہنشاہ ہوتا ہوا درین ملین اور اُدھین ہے۔

بقول سید بکھا شاہ۔ ح۔ حرص حیران کر مٹیا تیں تنیوں آینا آپ بھلا لایا سو  
باد شاہی توں سٹ کنگال کیتوس تنیوں لکھیں لکھ دھک یا سو  
مد متڑے شیر توں تند کچی پیریں پائے کے بہتہ بہاٹیا سو  
بکھا شاہ تما شتر ہور دیکھو لے سمندر نوں بکھڑی یا یا سو

بیچ دشی کار نے اس کا نقشہ تنو و ویک پر کرن  
کتنے اُتم ڈسنگ سے کھینچا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

कुर्वते कर्म भोगाय कर्म कर्तुञ्ज मुञ्जाते ।

नद्यां कीटा इवावतादावर्तन्त रमाशु ते ।

ब्रजन्तो जन्मनो जन्म तमन्ते नैव निर्वृतिम् ॥

सत्कर्म परिपाकान्ते करुणानिधिनोद्धृताः ।

प्राप्य तीरतरु ष्वायां विम्राम्यन्ति यथा सुखम् ॥



उपदेश मवाप्यैव मावातत्व दर्शिनः ।

फन कोश विवेकेन लभन्ते निवृत्ति पराम् ॥

اگرچہ حیوان ہمارے کمرؤں کے اونسار ایک جونی سے دوسری جونی میں چکر کھاتا ہوا پریشان ہوتا ہے۔ جیسے ندی کی دھواں میں پڑا ہوا کپڑا سکھی نہیں ہوتا اسی طرح حیوان بھی جلدی جلدی ایک جہنم سے دوسرے جہنم میں جانے سے حیران اور دھمکی ہوتا ہے اور جب وہ کپڑا اپنے شجرہ کمرؤں کے اوبھیں کسی دیا لو پریش زوارا وہاں سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور کسی چھایا دار درخت کے سایہ میں سکون و آرام پاتا ہے تو سکھی ہوتا ہے یہی کیفیت حیوانی ہے یہ حیوان جب اپنے نیک اعمال کی بدولت کسی تمت و تہا جہاں پریش کی مشن میں جاتا ہے اور ان سے تو متسی جہاں واکوں کا اپدیش پر اپت کرتا ہے تو اسکی بھرنی نورت ہو جاتی ہے۔ اور تیج کو شوں کا دویا کر کے اپنے دست و سرور کا انو بھو کر لیتا ہے تب اسے خوش سکھی کی پراپتی ہوتی ہے حقیقت میں بھرنی یا پراد ہی دکھ ہے۔ اگلی گان کا نام ہی پراد ہے۔ بھار کھٹے نشے ہی گان کا سرور ہے اور یہی خوش ہے۔

مایا کی چکا چونڈ کرنے والے نام روپ کی صورتوں میں یہ حیوان مسٹ جاتا ہے۔ ان کا لگاؤ اسے ایسا مدوش بناتا ہے کہ اپنے آپکی سندھ نہیں رہتی۔ کام کر دھ ادی لیرے آتم دھن کو لوٹ لیتے ہیں۔ اندریاں و شے و کاروں میں پھنس جاتی ہیں۔ من پرادی بن جاتا ہے۔ بھیمی من کے ہاتھوں ناپے لگتی ہے۔ اور سارا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ ابتدائی بھول سے بھولوں کا چکر پڑ جاتا ہے اور یہ حیوان ایسی بھول بھلیوں میں پھنستا ہے جس سے بھٹکا را محال ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک مارواری دیوی تے بڑے گتے پہننے ہوئے تھے۔ اور وہ ہر دور ہر کی پوری پر شنان کرنے کیلئے گئی۔ ساکھ میں ایک چھ سال کا بچہ تھا۔ اپنے گتے اور لستر انا کر ایک ٹوکری کے نیچے رکھے اور اوپر بچے کو بٹھا دیا۔ اور اسے تاکید کی کہ وہ اتنے عرصہ تک اس کے اوپر بیٹھا رہے جب تک نہا کر واپس نہ آجائے۔ ٹھگ بھی پر لے رہے کے مالاک ہوتے ہیں۔ ایک ٹھگ نے اس ساری گھٹنا کو دیکھ لیا۔ اس نے بچے کے سامنے کھڑے سے غاصد پر کچھ روپے اور سندر کھلونے وغیرہ گرا دیے خود دوسری طرف ہو گیا۔ بچہ ان کو دیکھ رہا تھا۔ دھن اور کھلونوں کے لوبھ نے اسے ٹوکری پر سے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ ان کو لینے کیلئے اُدھر گیا۔ اب ٹھگ نے اپنا دوا پورا ہوتا ہوا دیکھ کر کپڑے اور گتے اٹھائے اور وہاں سے چھپت ہو گیا۔ وہ مائی جب ابھر آئی تو اسے پتہ چلا کہ اس کا سب کچھ لوٹا گیا ہے۔ یہی کیفیت اس حیوانی ہے جس کا پہلے مفصل وزن کیا جا چکا ہے۔ مایا کے کارندے کام کر وادہ لوبھ موہ اتیان (دیگرہ) اسے غافل پاکر و شے و کاروں کے جال میں پھنسا لیتے ہیں اور اس کی حقیقی سمیٹتی یعنی آتم دھن سے اسے محروم کر دیتے ہیں۔

برطابق گرواک۔ نینوں نیند پر درشت و کار۔ شرون سوئے سن نند و یچار

رنا سوئی لوبھ بیٹھے ناد۔ من سویا مایا بساد

اس گریہ میں کوئی جاگت رہے۔ ثابت دست اوہ اپنی لیے،

اک رہا و سگل یہی اپنے س مائی گریہ اپنے کی خبر نہ جانی

موسن بار بیچ بٹوارے۔ سونے نگر مہرے ٹھگ ہارے  
اُن تے راکھے باپ نہ مائی۔ اُن تے راکھے میت نہ بھائی  
درب سیانرپ نہ اورہتے۔ سادہ سنگ اوئے دشت دس سوتے۔

مذکورہ گورداک کے اوسار جب سوامی کو بند آئند جیسے عارفانِ کامل سے جگیا سو کا ملاپ ہوتا ہے تو وہ اپنے امرت روپی ابدیش سے اسے غفلت کی نیند سے جگاتے ہیں۔ اور اسکی جھول نکال دیتے ہیں تو یہ بیدار ہو جاتا ہے۔ اُسری سمپتی کے لٹیروں کے پرکوپ سے بچ جاتا ہے۔ اپنے حقیقی ورثہ کو سنہال لیتا ہے اور اس کا جیون سکھ مئے بن جاتا ہے۔

ویا کلیان ۸۷ شری شری ۱۰۸ شری سوامی گیت تاند جی مہاراج

نوٹ۔ آپ کے نورانی چہرے سے آتمک جلال برستا ہے۔ آپ نے اپنا جیون پرانی ماتر کے کلیان کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ آپ جگہ جگہ ست سنگ بھون بنا کر مانو ہر دیہ میں ایشور بھگتی کے سنسکار جاگرت کر رہے ہیں آپ انو بھوی سنت ہیں۔

وچار بلا خطہ فرمایئے۔ آج ہم جس جہاں پرش کی سمرتی منانے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اُن کے پوتر جیون کو سامنے رکھتے ہوئے ہیں اپنے کرتویہ پر وچار کرنا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جاتی کی پوجا انہیں ہوتی ویکیتی کی پوجا ہوتی ہے۔ ویکیتی کی پوجا بھی اس کی جہاں شخصیت کے کارن ہوتی ہے گویا لوگ ویکیتی کو نہیں مانتے بلکہ اُس کے اتم و پکتیتو کے پجاری ہوتے ہیں۔

ابو جاتی کی پوجا ہوتی تو راؤن برہمن جاتی کا تھا اور رام بھشتری تھے۔ رام کا نام لینے سے مانو اپنے آپ کو کرتیہ کرتیہ مانتا ہے۔ اپنے جیون کا کلیان سمجھتا ہے اور راؤن کو لغت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہر سال اُس کے سقارت آمیز چتر کے کارن اس کا پتلا جلایا جاتا ہے۔ لوگ اپنی سنتان کا نام رام داس۔ رام پرکاش رامیادی تو بڑے فخر سے رکھتے ہیں۔ لیکن راؤن کے نام سے کسی کو پکارنا منحوس سمجھا جاتا ہے۔ ہر کام میں مانو کا سوار پوشتیدہ ہے۔ دکاندار کا ہاک کو انہیں چاہتا بلکہ گاہک سے لاجھ پراپت کرنے کے لئے اسے چاہتا ہے۔ جس کا ہاک سے جتنا ادھاک لاجھ پراپت ہونے کی امید ہوتی ہے اتنا ادھاک وہ گاہک اچھا لگتا ہے۔ گائے کی سیوا گائے کیلئے نہیں کی جاتی بلکہ اُس سے پراپت ہونے والے دودھ کے کارن کی جاتی ہے۔ یا اگر کوئی زیادہ اونچے بھاور کھنے والا ہوتا ہے تو وہ گائے کی سیوا سوگ لوک کے سکھوں کی پراپتی کے لئے کرتا ہے۔ کیونکہ گائے کی سیوا کرنے سے دودھ۔ پمتر۔ (سنتان) اور کشمی (دھن اور مان پرشٹھا) روگ کی لذتی اور پورن سکھ ملتا ہے۔ دین ویکیتیوں اور سنتوں کی سیوا بھی اس لئے کی جاتی ہے کہ اس سے پُر ملتا ہے کسی نوٹ اس لئے پیارے لگتے ہیں کیونکہ اُن سے ضروریات زندگی خریدی جاسکتی ہیں۔ ایک آدمی اگر گھر میں رات کو سنتو کے نوٹوں کے گئے بنا کر رکھ رہا ہو اور اُن کو دیکھ کر جاتے ہیں جھولا



نہ سماتا ہو۔ اتنے میں اگر ریڈیو پر مشہر کر دیا جائے کہ کل سے تنوشتا روپے کے نوٹ بند کر دیئے جائینگے۔ اب وہی اسے دھک کا جھنڈا معلوم ہونے لگینگے کیونکہ ان سے سہولتیں ہر اہت ہونے کی آشا نہیں رہی ہنسار کے پدارتھوں سے ہمیں آرام ملتا ہے مگر ہمیں ملتا ان پدارتھوں سے آرام کے مارگ میں آنے والی رکاوٹیں دور ہوتی ہیں کشت ڈور نہیں ہوتا۔ ایک آدمی پیدل چل رہا ہے پیدل چلنے والے کا سنکٹ تو دور ہو گیا لیکن سفر کی تکلیف سے تو وہ بچ نہیں سکتا وہ تو اسے لازمی طور پر طے کرنا ہی پڑیگا۔ لوگ انیکوں کو ایک کیلئے چاہتے ہیں وہ ایک کیا ہے؟ اس سوارتھ کے ساتھ جس کے لئے سب کچھ چاہتا ہے کو نسا راز و بستہ ہے! وہ ہے حقیقی سکھ۔ اپنا آپ اپنا دستور و پیمانہ۔ جیسے یاگیہ و لکیہ اور میتری کے سنواد میں سدھ کیا گیا ہے۔ مہرشی یاگیہ و لکیہ نے میتری کو کہا۔ اے میتری! پتر پتر کیلئے پیارا نہیں بلکہ اپنے لئے پیارا ہے۔ استری۔ استری کے لئے پیاری نہیں بلکہ اپنے لئے پیاری ہے گویا سب سے پیارا اپنا آپ ہے۔ دنیا کے پدارتھ ہمیں خوش تو کر سکتے ہیں لیکن سکھی نہیں بنا سکتے۔ ایک پدارتھ ایک دفعہ ہمیں خوش کرنے کا سادھن بنتا ہے لیکن پھوڑے سے وقت کے بعد اسے دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ دشتے بھوگ سب اسی ضمن میں آتے ہیں۔ جن کا انوکھو ہر ایک آدمی کو ہے و سار کی ضرورت نہیں۔ مختلف پدارتھوں نے ہمیں کئی بار خوش کیا لیکن سکھی نہیں بنایا۔ اگر ہم کسی پدارتھ سے سکھی ہو جائیں تو ہمیں پھر اور کسی پدارتھ کی اچھی سیابی نہ رہے +

حقیقی سکھ کا سادھن من کی شانتی ہے۔ من کی اچل اوستھا کا نام سکون و قرار ہے جو اندر سے اشانت ہے باہر کے کئی پدارتھ بھی اسے سکھی نہیں بنا سکتے۔ ایک ہیر کا کار کا امتحان میں فیل ہو گیا اس کی ماں نے اسے تسلی دینے کے لئے تھال میں کئی ہیر کا کار کی مٹھاسیاں اور پھل پروس کر اس کے سامنے لا رکھے کہ وہ ان کو کھا کر فیل ہونے کے دھک بھول جائے لیکن وہ پدارتھ اسے زہر کے سمان معلوم ہوتے ہیں۔ ایک غریب کا کار کا پاس ہے اس کی ماں اسے روکھی روٹی دیتی ہے وہ اسے امرت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کا ہر وہ شانت ہے۔

انگریزی دوائیاں یا ان کے ٹیکے پھوڑے وقت کے لئے درد کو دور کر دیتے ہیں لیکن روگ کو دور نہیں کرتے روگ برقرار رہتا ہے پھوڑے وقت کے لئے دب جاتا ہے۔ کامنائیں روگ ہیں۔ کامنا اپن ہونے کے بعد اور کامنا پوری ہونے سے پہلے درمیانی حالت کا نام درد ہے۔ چیز کا نام دوا۔ دوا سے درد تو دور ہو جاتا ہے لیکن روگ دور نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ جتنے جتنے بھوگ پدارتھ بڑھتے ہیں۔ اتنی اتنی کامنائیں بڑھتی جاتی ہیں۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

بقول :-  
ہماں پریش آن لائق اور نہ باض جیکھوں کی طرح ہیں جو کہ مرض کی حقیقت کو سمجھ کر اس کے مطابق علاج کرتے ہوئے اس کی سیخ کنی کر دیتے ہیں۔ ہماں پریش جلیا سو کی اوستھا کے مطابق اسے اپدیش روپی او شدھی (دوا) دیکر اور سینم روپی پرہیز کروا کر اس کی انشک بے چینی روپی روگ کو دور کر دیتے ہیں۔ اور اسے اپنے حقیقی اندر روپی سمیتی سے ہانکاری کر دیتے ہیں۔

اصل میں مرض کامنائیں ہیں۔ اور کامنائوں کی بنیاد نا سبھی ہے۔ جہاں پُرش نا سبھی کو دُور کر کے ہیں بیدار کر دیتے ہیں۔ سمجھ تو پہلے موجود ہے جو کہ اب عقل سلیم اور دویاک وقتی بڈھی کا نام باقی ہے جسکی کرپا سے اتم آئند کا بھان ہوئے نکلتا ہے سیکھ اگر ہماری وراثت نہ ہو تو کوئی بھی نہیں سیکھی نہیں بنا سکتا۔ ہم بھرتی کے کارن دکھی ہیں۔ جہاں پُرش اس بھرتی کو دُور کر دیتے ہیں۔

اس لئے ہمارا پریم کر تو یہ ہے کہ ہم اُن جہاں پرشوں کے اُپدیش کے مطابق اپنے ویکیتو کو بنائیں یعنی شخصیت کو اونچا کریں۔ وہم اور بھرتی کو دُور کر کے اپنے واسنوسرُوپ کو پہچانیں اور اپنے آپ کو آئند سرُوپ مانیں۔ اسی میں حقیقی سیکھ کا راز سر بستہ ہے اور یہی شرے مارگ (کلیان کاری کا راستہ) ہے۔ جس کو ہم نے اپنا نا ہے۔ اوم ہم

### ویا بھیان ۶۔ پریم پوجیہ سوامی گو بند پرکاش جی ہہاراج

نوٹ۔ شری شری برہم نیشٹھی برہم شر وتری سوامی گو بند پرکاش جی ہہاراج یردھان اذھیکش اودھوت آشرم ہر دواتھھا سوامی رام تیرتھ آشرم۔ راجپورہ (ڈہرہ ڈون) آپ کا پونر جیون پر پاک اتم نیشٹھا ویدانت سدھانت کو مل ویکیتوں سے بیان کرنے کی شکتی سپرک میں آنے والوں کو پر بھادوت کرتی ہے سوامی رام کی اتمک مسستی آپ کے وچاروں سے چھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ وچار ذیل میں درج ہیں۔

آج ہم برہم لین سوامی گو بند اند جی ہہاراج جو کہ پریم پوجیہ سوامی رام تیرتھ جی کے پریم شیشیہ تھے۔ اُن کی پوتر سمرتی منانے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ جہاں پرش جیون کی پھیلیوں کو سیکھانے کے لئے آتے ہیں۔ ہر ایک مانو کی دو پھیلیاں ہیں۔ ایک دوہارک جیون کی پھیلی۔ دوسری اذھیاتاک جیون کی سمسیا۔ دوہارک جیون کی پھیلی کو سیکھانے کے لئے مانو کئی برسوں سے تاک و دو کر رہا ہے۔ غاروں میں رہنے والا آج چاندناک کی یا تر کر رہا ہے لیکن دوہارک پھیلی ابھی ویسی اذھوری کی اذھوری ہے۔ اذھیاتاک جیون کا سہارا لئے بغیر یہ پھیلی سیکھ نہیں سکتی اور نہ ہی مانو کو شانتی نصیب ہو سکتی ہے۔ گردنوں روپیہ بروکھ کسڑوں پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ پیدایش کارن تو درکنار۔ انسان بصورت جیوان پیدا ہو رہے ہیں۔ انسانیت ناپید ہے۔ لاکھوں فیکٹریاں لگائی جا رہی ہیں لیکن انسان کو انسان بنانے کی طرف بالکل کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ انسان وہی ہے جسکے دل میں پرائی ماہتر کے لئے درد ہے۔

بقول ۵۔ درد دل کے وسط پیدا کیا انسان کو نہ در نہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھکے کرویاں رہتی ہیں۔  
 ملاحظہ دیگر۔ ۵۔ درد دل پاس وفا جذبہ انسانیت۔ " یعنی انسانی زندگی کا مقصد دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ مان کر اُسے دُور کرنے کی کوشش کرنا۔ تن من دھن سے دوسروں کی سہاوتا کرنا۔  
 پاس وفا۔ شدھہ دوہار کر کے دوسروں کو سکھی بنانے کا یرتین (کوشش سعی) کرنا۔  
 بقول شیخ سعدی۔ " آنجے بر خود پسندی بر دیگر پسند "



یعنی اے انسان جو کچھ تو اپنے آپ کے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کیلئے بھی پسند نہ کر۔ جیسا وہ باتو دوسروں سے اپنے لئے چاہتا ہے۔ ویسا ہی سلوک دوسروں کے ساتھ کر۔ اسی کا نام پاس وفا ہے۔ دوسروں کو جگانا یہی چیتنا کا لکھش ہے۔

دنیا میں جتنے جہاں پرش ہوئے ہیں سب نے ایک لکھش (مقصد) کا سنکیت (اشارہ) کیا ہے۔ سب کا اپدیش دھکی مانو کو شکھی بنانے کے لئے اپنے حقیقی ورثہ آنند کا پتہ دلانے پر زور پڑا ہے۔ حضرت عیسیٰ بھگوان بدھ۔ بھگوان مہاویر۔ حضرت محمد۔ بھگوان رام اور بھگوان کرشن سب نے ایک ہی سادھیہ وستو کو بتایا ہے۔ سادھن بھلے ہی الگ الگ ہوں۔ لیکن سادھیہ (پر اپت کرنے کی گئیہ وستو) ایک ہی ہے۔ BASIC سادھانت یعنی بنیادی اصول تمام دھرموں اور مذہب کے ایک جیسے ہیں۔ ان میں رنجاک ماتر (راتی بھرا) بھی انتر (فرق) نہیں ہے۔

بمطابق شرمید بھگوت گیتا دوسرا دھیائے شلوک نمبر ۴۰

व्यवसायात्मिका बुद्धिरेकेह कुरु नन्दन ।

बहु शाखा ह्यनन्ता ब्रह्मयोऽव्यवसायनाम् ॥

(اس مارگ میں ست لپچے آتمک بڈھی ارجن ایک ہے۔

بہو بڈھیاں بہو بھیدیت ان کی جہنیں اوویک ہے)

ترجمہ از خواجہ دل محمد۔ جو عقل ارادی رہے مستقل۔ تو یکسو ہو اور پختہ انسان کا بن

ارادہ ہو جس کا نہ سلجھا ہوا۔ رہے گا خیالوں میں اُکھٹا ہوا

ایشور چیتن۔ سیوا بھاو۔ نرنتر سنت سنگ اور ست شاستر کا وچار سب جہاں پرشوں کا یہی اپدیش ہے۔ سنت سداچار سہس ثیلتا اور تنکھ شا کا جھتمہ ہوتے ہیں یعنی مذکورہ گتن ان کے جیون کا انگ بن جاتے ہیں۔ وہ اپنے پتر جیون کی ایک ایک حرکت سے پرانی ماتر کو پر بھادت کرتے ہیں۔ جیسے ایک دھوان اپنے دھن کو اکٹھا کر کے ویرقہ نہیں گنونا اسی طرح ایک سنت بھی اپنی ادھیاتما سمپتی (جسے اُس نے کئی جہنوں کی تپسیا سے اکٹھا کیا ہے) کا ڈرامیوگ نہیں کرتا۔ بلکہ پرانی ماتر کے کلیان کے لئے اُسے لگاتا ہے۔ وہ اپنی آنکھوں سے ذرہ ذرہ میں نور خدا دیکھتا ہے۔ اور ایسا دیکھنے کے لئے دوسروں کو اپدیش دیتا ہے۔ کانوں سے ہری نیش اور آتم وچار سنتا ہے اور دوسروں کو ایسا سمفنے کی سکھشادیتا ہے۔ زبان سے ایشور کا سمرن کرنا۔ اُسکے گنوں کا ورثن کرنا اور دوسروں کو ہری نام کی جہاں شنانا یہی اس کا ویمیک کاریہ (روزانہ کا کام) ہے۔

گوراک۔ آپ جے اورا نام جیاوے : نانک سو بیسو پر مگت پاوے

(بیسو یعنی ویشنو + بھگوان وشنو کا بھگت جو نس شراب کا استعمال نہ کرتا ہو۔)

اندریں کا سد اپیوگ اور من کو آتم چیتن میں لگانا اپنے آپ کی پہچان کا سب سے اتم سادھن ہے۔ ویدت

ہمیں گیان نہیں کرتا۔ بلکہ آدن کو دُور کرتا ہے۔ اپنا آپ تو پہلے ہی پراپت ہے۔ اسلئے اپراپت و ستوکو پراپت نہیں کرتا۔ بلکہ پراپت کی پراپتی اور نورت کی نورتی کرتا ہے۔ اتم دیو سونیاگ (خود بخود) ہی مکت ہے اس کو دیکھ تینوں کال ہے ہی نہیں۔ صرف گیان کے نشہ میں اپنے آپ کو دیکھی سکھی مان رہا ہے۔ خیالات کا تانا بانا اپنے ارد گرد تن لیتا ہے۔ اور خود اس میں پھنس جاتا ہے۔ جہاں پرش صرف اسی وہم اور بھرائتی کو دُور کرتے ہیں۔ جیسے ایک آدمی نے بھانگ پی لی اور اس کے نشہ میں مدہوش ہو گیا اپنے گھر بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے گھر نے چلو۔ اتنے میں ایک جہاں پرش کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس کو کھٹائی کھلائی گئی اور نشہ اُتر گیا۔ اور اس نے اپنے آپ کو اپنے گھر سے پایا اسی طرح یہ جیو دیہر ابھیان کے نشہ میں اپنے آپ کو اپنے دستو گھر سے دُور سمجھتا ہے۔ جب اسی بھرائتی نورت ہوتی ہے تو اپنے آپ کو اپنے دستو سُرُپ روپی گھر میں پاتا ہے۔ اور شانت ہو جاتا ہے۔ ایک ساہوکار جس کے پاس کافی دھن تھا۔ کئی دکانیں اور کارخانے چل رہے تھے۔ اُس نے سوچا کہ بُرے ایام آنے میں دیر نہیں لگتی۔ مایا کا کوئی کھروسہ نہیں۔ بادل کی چھایا کی طرح اس کو قیام نہیں۔ اس لئے اُس نے پانچ من سونے کی ایک پیٹی بنا کر اس پر روغن کر دیا اور گھر کے دالان میں ایک گڑھا کھدوا کر اُسے گڑھا دیا۔ ایک تامر دانہ پاتر پر اس کا پتہ نشان لکھ کر اُسے خاص کاغذات میں رکھ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی مرتی ہو گئی بعد میں ایام کے چکر (گرہ چکر) نے اُس کی سنتان کو گھیر لیا۔ اُسے دن آگئے۔ سب دھن فرضہ چکانے میں خرچ ہو گیا۔ انہوں نے پڑانے کاغذات کی پرتال کرنی شروع کر دی شاید کہیں رکھے ہوئے کچھ دھن کی کھوج مل جائے۔ تلاش کرنے پر انہیں وہ تامر پاتر مل گیا اُس کے مطابق جگہ کو کھدوایا گیا۔ حسب تحریر جگہ پر رکھی ہوئی پیٹی مل گئی۔ جب اُسے کھولا گیا تو وہ خالی تھی۔ اب اُن کا سب اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔ پریشان ہو گئے اور اسی طرح سنکٹ میں جیون بٹانے لگے۔ اتفاقاً ایک ہاتھاجی کا اُدھر سے گزر ہوا جو کہ اُن کے پیاجی کے پاس آتے رہتے تھے انہوں نے اُنکی ساری داستان سنی پھر اس پیٹی کو دیکھا۔ دیکھنے کے بعد حقیقت اُنکی سمجھ میں آگئی اندھ پھوڑی اور بھینسی منگوائی۔ اور پیٹی پر چوٹ لگائی تو نیچے سے سونا چمک پڑا اور انہیں بتایا کہ یہ پیٹی سونے کی بنی ہوئی ہے اب اُنکے سب دُکھ دُور ہو گئے اسی طرح زارِ شانت میں یہ جیو سو گم گیان سُرُپ ہے۔ جب دو ایک اور ویراگ کی ہتھوڑی اور پھینسی سے آدن دُور ہوتا ہے تو اسے اپنے آپ کا بھان ہو جاتا ہے سب سے پہلے انتہ کرن کی شدھی اور لگاتار پُرتین کی ضرورت ہے۔ شرون۔ منن اور ندھی دھیاس سے درشتا ہوتی ہے۔ بعد میں ساکیات کا دُور ہونے سے جیون منکئی کا اُتند لیتا ہے۔ جیسے ایک زنگیر کپڑے کو ایک دُور زنگ کرتا ہے اور پھر پانی میں ڈالنے سے رنگ اُترنے لگتا ہے۔ دوبارہ حسب طریقہ رنگ میں ڈالتا ہے اور اس بار پانی میں ڈالنے سے کھوڑا رنگ اُترتا ہے تیسری بار دُور ہونے سے پانی میں ڈالنے سے رنگ زیادہ چمکتا ہے اور پکا ہو جاتا ہے یہی حالت ابھیاس کی ہے شرون سے پران گت سنشے دُور ہوتے ہیں۔ منن سے پر میہ گت سنشے کی نورتی ہوتی ہے اور ندھی دھیاس سے دُوریت بھاون دُور ہو کر گت سنشے گیان ہو جاتا ہے اتما کار برتی کا اکھنڈ ہونے لگتا ہے ہنسار کی پروہتی کچھ بگاڑ نہیں سکتی شانتی کا الو بھو ہونے لگتا ہے۔ جیون منکئی کا صحیح اُتند پراپت ہو جاتا ہے۔



دیکھنا ۷۔ پرم پوجیہ برہم نیشتھی اور برہم شروتی سوامی شاشوت آند تیرکھ جی مہاراج

نوٹ:- آپ بال برہمچاری میں بچپن سے ہی آپکا اذھیاتاک جیون شروع ہو گیا تھا جس کے سنسکار اپنی شریک انہی کے ساتھ ساتھ پھلتے پھولتے رہے۔ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ سوامی گوہند آند جی کی کرپادیشی کے پاتربنے نامعلوم اس میں کونسی کشش تھی جس کا کارن آپ کے ہرزیں سوامی جی کے ہوتی تھتھت اور شروہاکے جذبات درٹھ ہوتے گئے جو کہ گور بھکتی کے روپ میں پھٹکت ہوئے اور آپ سوامی جی کے انہی بھگت بنے سوامی جی نے جیون پرینت آپکے جیون کو ادیش جیون بنانے کے لئے اپنی نظر شفقت اور تدریس معرفت دونوں کا استعمال کیا جس کا بتین ثبوت آج ہمارے سامنے ہے۔ آپ کا ابتدائی نام دولت رام جی تھا گویا آپ شروع سے ہی اسم باسٹے تھے اور رام نام کی دولت شہنشاہ تھے جس نے بعد میں شاشوت آند کا روپ دھارن کیا۔ اور آپ شاشوت آند تیرکھ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ برہم وڈیا کے بھنڈار اور اتم افو بھو کے مالک ہیں۔ ویدانت اور برہم وڈیا کو عام فہم طریقے سے بیان کرنے کی شکلی آپ میں ایشور کی طرف سے ملی ہوئی ہے۔ آپ کے اتم پرشارتہ سے آج ہم اس گیان گئیہ سے لاکھ اٹھا کر اپنے جیون کو کرنا رکھ کر رہے ہیں۔ ان کے دیکھنا کالب ولباب حسب ذیل ہے۔

آج کھگوان بھون جیسے پتر استھان میں ہم سنگور دیو کا آستو منار ہے ہیں۔ اس بھون میں یہ تیسرا آستو ہے۔ اس سے قبل ایک سال ماہ دسمبر میں یہ بھگوان سست سنگ بھون کرنا میں منایا گیا تھا۔ شروہاک جنوں کی خواہش کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ادھاک لوگوں کے کلیان کے لئے بیساکھی کے شہ تھوار کے موقع پر یگانا تین سال سے یہاں منایا جا رہا ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ زور زور سے لوگ یہاں پدھارے ہیں۔ اور ہمارے کلیان کیلئے توت دیتا ہمارا پرش اپنا قیمتی وقت دیکر میں اپنے امت میں بچوں سے نہال کر رہے ہیں۔

سنگور دیو سوامی گوہند آند جی مہاراج ابھی چار سال کے ہی تھے کہ ہمارا رام سنگھ جی اور ہمارا سرو دل سنگھ جی کی کرپادیشی کے پاتربنے۔ آپ بچپن سے ہی اپنے آپ کو رب کہتے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں روزانہ پلاناغہ جی صاحب سکھ منی صاحب اور کیرتن سوہلا کا پاٹھ کرتے تھے۔ سترہ سال کی عمر میں آپکو گربھت کے بندھنوں میں ڈالنے کی کوشش کی گئی گو آپ اس بندھن میں پھنس نہیں جاتے تھے۔ لیکن مانتا پتا کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ نے اس قید کو قدر ویش برجان درویش کے روپ میں سویکار کیا۔ آپ کا دل پر بھو چر دیں میں لگ چکا تھا۔ پر بھو پریم اور ویراگ کے رنگ میں رنگے ہوئے آپ ساری ساری رات پریم کے آستو بھرتے رہتے تھے۔ ایک لڑکی ہو چکی تھی اور ایک بچہ ہونے والا تھا۔ ایک رات دہرم تپنی نے دیکھا سرمانہ سارا بھیر گا ہوا ہے اور آنکھیں پر کم ہیں۔ اس نے کارن پوچھا۔ آپ نے جواب دیا۔ میں گربھت بندھن سے مکت ہونا چاہتا ہوں۔

ذیوی پتی برتا تھی اس نے آپکی خواہش کو سامنے رکھتے ہوئے ایشور سے پراکھنا کی کہ "اے پر بھو آپ مجھے میرے گرکھ کے بچے سمیت سمنار سے اٹھا لیجئے تاکہ میرے پتی دیو کا مارگ نش کنٹک ہو جائے۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آپ

سو منتر ہو گئے۔ لڑکی کو نہ ہال بھجوا دیا اور خود ایک انت میں رہ کر آٹھ نو سال عرصہ نوبیسی کا کام کرتے رہے۔ نہایت زیادہ تندرستی سے نرواہ مانر کا کردن کا باقی ماندہ وقت ایشور جنت میں بتاتے تھے۔ 38 سال کی عمر تک اُس نے وہ بارک جیون بنایا۔ وہ آپ کا آدھن جیون تھا۔ جس ڈیوٹی کو سنبھالا اسے شاستر انوسار نبھایا۔ اور آتم چنتن اور آتم کھتن کو ساتھ ساتھ جاری رکھا سفید بستروں میں ہے۔ دل میں دیواک کی جوا لاکھڑک رہی تھی اور حقیقی رہنما پر اپت کرنے کی ترپ تھی۔

بقول :- دیدار راج ہی ہو جائے تجھ کو تھر پر شرط ہے کہ آگ ہو دل میں لگی ہوئی جتوں میں سوامی رام تیر تھ جی کے درشن ہوئے سوامی جی کے ست سنگ میں پہنچے۔ ست سنگ کے بعد سوامی جی ہاتھ دھلائے اور ان کے چرن پکڑ لئے۔ دلی رادلی مے شناسد سوامی رام سمجھ گئے کہ آتم ادھکاری ہے اٹھایا اور گلے لگایا۔ اور پوچھا بتاؤ رام آپ کی کیا سیوا کر سکتا ہے۔ انہوں نے سوامی جی کے پھر پاؤں پکڑ لئے۔ آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ پریم سے گلا بھر گیا۔ عرض کی جس رنگ میں آپ رنگے ہوئے ہیں۔ دس کے ہر دیو کھجی اسی رنگ میں رنگ دو سوامی جی کی نظر عنایت اثر پذیر ہوئی۔ حکم دیا لاہور آ جاؤ۔ اور ہمارے پاس کم از کم دس دن ٹھہرو سب کام ٹھیک ہو جائیگا۔ گوردیو جی لاہور میں سوامی جی کے چرنوں میں پہنچے۔ دس دن کے آدھن سے ساکھشات کار ہو گیا۔ یعنی ہر سنشے سڑپ کا بودھ پر اپت ہوا۔ سستی کے ترانے گو بند لہر اور گو بند جگر کے روپ میں ٹھاٹھیں مارنے لگے سوامی جی نے اشیر باد دی کہ آج کے بعد آپ سنیا سی ہیں جس لباس میں جہاں آپ مرضی ہو رہو۔ سڑپ بودھ میں کمی نہیں آنے پائیگی آپ پر ہم دیا کے پنڈت ہیں۔

دس نے ہمارا راج جی کے چرنوں میں اپنے ادھیاتماک جیون کا دکاس کیا۔ جب بھی اس شریک موقع ملتا سوامی جی کی سیوا میں پہنچ کر ان کے آدھن سے ادھیاتماک جیون کیلئے خودک پر اپت کرتا۔ جب بھی کوئی سنشے دل میں اٹھتا خطا و کتابت دوارا اسکو تذکرہ کیا جاتا۔ رسالہ اوم میں کافی عرصہ سے مذکورہ خطوط۔ خطوط گو بند کے عنوان سے شائع ہو رہے ہیں جس سے آپ سب پر روشن ہو گیا کہ سوامی جی نے اس شریک کے جیون کے دکاس کیلئے کتنا پریتن کیا۔ راج سوامی جی کا آدھن گوبند پر کاش کے روپ میں کمی بھونے بھونے لوگوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اور دھکی جیون کو شانتی پر اپت ہو رہی ہے۔ یہ کینٹک پہلے آڑو میں تھی۔ اب جلیا سود کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ہندی میں شائع ہو چکی ہے اور ادھیکاری جن اس سے لاہا اٹھا رہے ہیں۔

انت میں میں اپنا پریم کر تو نہ سمجھتا ہوں کہ تہمت دینا جہا پریشوں کا دھنبا د کروں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس گلیان جگہ میں گلیان آدھن کی اتھوتی دیکر اسے سمجھل بنایا اور ساتھ ہی ان شردھ کو بھگتوں کا بھی شکر گزار مومن جو در در سے شریف لاتے ہیں اور ست سنگ میں شامل ہو کر اسکی رزق کو بڑھایا ہے اگر سوامی کسی پرکار کی کمی رہ گئی ہو تو میں لکھایا چک ہوں پرماتما کرے ہم سوامی جی کے آدھن کے مطابق اپنے جیون کا دکاس کرتے ہوئے اپنے لکھش کی پراپتی کر سکیں۔ اوم شرم

نوٹ :- اس وار شک اتھو پر جو دیگر جہاں پریشوں نے دیا کھیان دیئے ہیں ان کو پر دتسر نند لال جی نے قلبند کر کے ہمیں بھجوا دیا ہے۔ لیکن بوجہ عدم گنجائش اس پرچہ میں شامل نہیں ہو سکے اس لئے ان کو اگلی اشاعت میں درج کیا جاوے گا۔ ناظرین اوم انتظار فرما دیں۔

شیخ "اوم"



اوتوم گورو گرنہ صاحب کی  
امت بانی

# ست گورو سے پرارتھنا

راگ گوجری محلہ ۴

ہری کے جن سنگورست پرکھا - دے کروں گورو پاس  
ہمم کیرے کرم سنگورسنائی - کر دیا نام پرگاس  
میرے میت گورو دیو! - موکو رام نام پرگاس  
گورمتی نام میرا پران سکھائی - ہری کیرت ہمہ رہ راس  
رہاؤ - ہری جن کے دڈ بھاگ دڈیزے - جن ہر ہر سر دھما ہر پیاس  
ہر ہر نام ملے ترپتاسیس - بل سنگت گورو پرگاس  
جن ہر ہر ہر رس نام نہ پایا - تے بھاگ بین جھم پاس  
جو سنگورسن سنگت نہیں آئے - دھرگ جیوے دھرگ جیو پاس  
جن ہر جن سنگت پائی - تن دھرستک لکھیا لکھ پاس  
دھن دھن سنگت جت ہر رس پایا - بل جن نانک نام پرگاس

شہر بادشاہی ۵ -  
گوبند ملن کی ایہہ تیری بریا  
نکھی پر اپت مانگہ دیہہ ہریا  
اور کاج تیرے بکتے نہ کام  
بل سادھ سنگت بھج کیول نام

راگ گوری پوربی محلہ ۴ -  
کام کرو دھنگر بھو کھیریا  
پورب لکھت لکھے گورو پایا  
کر سادھوا بھلی پن وڈا ہے  
مل سادھو کھنڈل کھنڈا ہے  
من ہر لو مندل مندلا ہے  
کر دڈتوت پن وڈا ہے

واک محلہ ۵ -  
انتریا می پرکھ ودھاتے  
نانک داس ایہو سکھ نانکے  
سر دھما من کی پورے  
موکو کر سنتن کی دھوڑے

رامائن میں بھوان شو پاربتی کو کہتے ہیں :-

نیشن سنت داس نہیں دیکھا      لوچن مورہ بنکھ کر لیکھا  
تکے ہر کٹو تو مہری سم تو لا      جے منت ہری گور پد مولا

اوتھ۔ جنہوں نے اپنے نیتروں سے سنتوں کے روشن نہیں کئے۔ ان کے وہ نیتر سور کے پنکھوں پر دکھائی دینے والی نقلی آنکھوں کی گنتی میں ہیں۔ وہ ہر کٹوی تو مہی کے سمان ہیں۔ جو ہنری ہری اور گورو کے چرن تل پر نہیں بھکتے۔

## گورو جے وڈا اور نہ کوئی

سری راگ محلہ ۵

سنت جنان مل بھائیو سچا نام سمال      تو سہ بندھو جی کا ایٹھے اوتھے نال  
گورو پورے تے پایے اپنی ندر نہال      کرم پراپت تیس ہووے چسپن ہوئی دیاں  
میرے من گورو جے وڈا اور نہ کوئی      دوجا تھاؤں نہ کو سو بھجے گورو میلے سچ سوئی

رہاؤ۔ سنگل پدارتھ تیس بے چن گورو ڈھٹا جانی      گورو چرنی جن من لگا۔ سے وڈ بھاگی مائی  
گورو داتا سمر تھ گورو۔ گورو بھ میں رہیا سائی      گورو پریشور پار برہم۔ گورو ڈبکائے ترائی  
کست تھ گورو سالا ہے۔ کرن کارن سمر تھ      سے متھے نہیں رہے چن گورو دھاریا تھ  
گورو امرت نام پیا لیا جنم مرن کا پنھ      گورو پریشور سیویا بھجے بھجن دکھ لھتھ  
ستگور گہر جھپت سکھ ساگر اگھ کھنڈ      جن گورو سیویا آینا۔ جرم دوت نہ لگے وند  
گورو نال نہ لگئی کھوج ڈھٹا برہمنڈ      نام بندھان ستگور دیا سنگھ ناناٹ من میں منڈ

انوبھوتی پرکاش (ہندی) جو تھا بھاگ۔ مصنفہ سنت ہری سنگھ جی۔ نیا ایڈیشن تیار ہو کر آئی ہے۔ مضبوطی سے لکھنے والی جلد میں طبع ہوئی ہے۔ ہر صفحہ پر تصدیق اور نوٹس قیمت کم روپے مقرب ہے۔



# پہل درویش

چھٹے سادھو کی کہانی، وویک فلسفیانہ نظر سے

مانا تجھ میں ہے ٹیڑھے اے استدلال  
پہنچا دیتا ہے راہ حق پر لیکن  
کرتار مہتا ہے تو بہت قیل و قال  
تیرا اچھا اگر کریں استعمال

ایک سادھو آگے بڑھے اور کہنے لگے۔ ہمارا ج میں آپ کو کوئی کہانی نہیں سنانی چاہتا۔ آپ بتیاسچا وا قہہ گوش گزار کرتا ہوں اور حقیقت یہ کہ سچے واقعات میں جو لطف آتا ہے۔ وہ بنائی ہوئی کہانیوں میں نہیں آتا۔ یہ دویک کا لفظ مجھے بہت پیارا ہے۔ اسی سے میں نے ویدانت شروع کیا۔ اور اسی کے ذریعے سے میں سنسار ترک گیا۔

میں پنجاب یونیورسٹی کا ایم اے ہوں۔ اور میں نے یہ اعلیٰ امتحان فلسفے میں اول نمبر پر پاس کیا ہے مجھے فلسفے سے طبعی شوق تھا۔ پڑھانے والے لائین آدمی بنے تھے۔ محنت سے تحصیل علم کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اپنے کالج میں سب سے اچھا طالب علم شمار ہوتا تھا۔ میرا صحر کالج کی کتابوں ہی پر نہ تھا۔ بلکہ یونان، اٹلی، جرمنی وغیرہ کی کتب فلسفہ بھی دیکھا کرتا تھا لیکن اس تعلیم و تعلم سے مجھے شانتی نصیب نہیں ہوئی۔ شک و شبہات روزمرہ بڑھتے گئے۔ آخر کو اور بہترے طالب علموں کی طرح میں کالج سے نکلا تو خامہ دہریہ ناشک تھا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ فرنگستانی فلسفہ روحانیت کے رنگ سے خالی ہے۔ زیادہ تر عقلی بحثیں ہیں۔ جن سے عقل بے شک تیز ہو جاتی ہے۔ دلیل کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن مذہب، روحانیت اور شانتی کا کوسوں پتہ نہیں ملتا۔

مجھے اپنے علم پر ناز تھا۔ ہر شخص سے بحث کرنے کو تیار رہتا تھا۔ اور اپنی اعلیٰ لیاقت اور منطقی تقریر سے ان بحثوں میں غالب بھی میں ہی رہا کرتا تھا۔ یہ بحثیں اکثر ایک دوست سے ہوا کرتی تھیں جو تھوڑا بہت ہندوستان کا فلسفہ پڑھے ہوئے تھے۔ چونکہ ان کا علم کچھ زیادہ نہیں تھا میں انہیں دبا لیا کرتا تھا۔ ہاں اس میں کسی طرح کا شک نہیں۔ کہ یہ بڑے شانت آدمی تھے۔ بحث میں ہار جاتے تو ہرگز برانہ مانتے۔ بلکہ صاف کہہ دیتے میرا علم کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور میں ہتھائے اکثر انہوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن اور بہترے شاستر جاننے والوں کے سامنے تم پانچ منٹ بھی نہیں بول سکو گے بھائی پر بھو دیال ان بحثوں کو پھوڑو تم اپنے گھر کا شاستر کیوں نہیں پڑھتے۔ جو تمہیں شانتی دے گا۔ اور بے سود بحث و مباحثہ کے بند سے نکال دے گا۔ بار بار اس قسم کی باتیں ہم دونوں میں ہوتیں۔ ان کے روزمرہ کے کہنے سننے سے مجھے بھی آخر خیال آیا۔ کہ تم نے فرنگستانی فلسفہ تو بہت پڑھا۔ کیا مضائقہ ہے نہ دھرم بھی دیکھو۔

ہمارے محلے میں ایک بوڑھے پنڈت رہتے تھے۔ جو ہم سے میں نے ایٹ۔ اے میں سنسکرت کریسوں کے پڑھنے میں کچھ مدد

لی تھی۔ ایک روز میں اور میرے دوست اُن کے پاس گئے۔ پنڈت جی نے خوشی سے مجھے پڑھانا منظور کر لیا۔ اور میں نے پکار سا گہر شروع کیا۔ منگلاچرن کے بعد ادھکاری کی بحث چھڑی۔ پنڈت جی نے کہا۔ ادھکاری کے معنی ہیں مستحق۔ ویدانت پڑھنے کا ادھکاری یعنی مستحق وہ شخص ہے جس میں خاص خاص پائے جاتے ہوں جنہیں سادھو جتشیٹھ کہتے ہیں۔ اُن میں سے پہلا ساوہن دوپاک ہے۔ دوپاک کے لغوی معنی ہیں تیز اصطلاح میں دوپاک سدا اور اسدا یعنی ہست و نیست کی تیز کو کہتے ہیں۔ اُس تما سداست چیز ہے۔ انا تما یعنی کل کائنات اسداست چیز ہے۔ یوں سمجھو انا خواب دیکھنے والا سچا ہے۔ خواب کی دُنیا جھوٹی ہے۔

یہاں میں رُکا۔ میں نے کہا بیشک خواب کا دیکھنے والا سچا ہے اور خواب کی دُنیا جھوٹی ہے۔ لیکن کیا عوالم بیداری کی کائنات کو بھی ویدانت خواب کی طرح جھوٹا مان کر اُتھا یعنی صرف رُوح کو سچا ماننا ہے۔ پنڈت جی نے کہا بیشک میں بولا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آپ دنیا کو جھوٹا کس دلیل سے کہتے ہیں۔ لاکھوں برس کی دُنیا جسے ہر ٹماک میں لاکھوں آدمی سچا مانتے ہیں۔ آپ کے یا دو چار ساگر والے کے کہنے سے جھوٹی کیونکر ہو سکتی ہے۔ میرے دوست کی طرح پنڈت جی بھی بڑے شانت آدمی تھے۔ کہنے لگے دیکھو بھائی۔ خواب اور بیداری میں تم کیا فرق سمجھتے ہو؟ جس طرح خواب میں آدمی اپنی اُنکھ۔ کان۔ ناک وغیرہ مان کر باہر کی چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے۔ اور اس علم کے ذریعے سے خواب کے تمام جھوٹے کاروبار یا خیالات کرتا ہے۔ اور اُن سے شکہ یا کھ بھوگتا ہے۔ بعینہ یہی حال بیداری کا ہے۔ وہ جھوٹا خواب ہے۔ بیداری بڑا خواب ہے۔ میں نے کہا۔ مہاراج آپ نے صرف ایک تیشیل یا تشیمید دی ہے۔ یہ دلیل نہیں کہلاتی۔ پنڈت جی بڑے تشبیہ بھی ہمارے ہاں تو پرمان مانا جاتا ہے اور ہمیں بھی ماننا پڑیگا۔ اس پر پرمانوں پر بحث شروع ہوئی۔ پھر ہم خواب و بیداری پر آئے۔ غرض گھنٹہ بھر بحث ہوتی رہی اور نتیجہ خاک نہیں نکلا۔

بدھ پنڈت گھر گیا۔ اُسے آج تک ایسا سچی چیل کوئی نہیں ملا تھا۔ بیچارے نے معقول دلائل دیے اور ہر پہلو سے مجھے سچانے کی کوشش کی۔ لیکن میں اپنی ضد پر قائم رہا اور برابر یہی کہتا رہا۔ کہ اُتھا کوئی چیز نہیں ہے جو کچھ ہے مادہ ہے۔ جس میں مختلف ظہور ہوتے رہتے ہیں۔ اُس خروہ ضعیف آدمی تھا۔ بولتے بولتے ہانپنے لگا۔ میرے دوست بھی ساتھ تھے کہنے لگے مہاراج! نہ ایک۔ دن میں سارا ویدانت آپ انہیں سمجھا سکیں گے۔ باقی بحث کل پر رکھئے۔ چنانچہ ہم دونوں مسلک اور چپ ہو رہے۔ باتوں میں یہ بھی ذکر کیا کہ شہر کے باہر بارش میں ایک سادھو اُترے ہوئے ہیں اور بڑے مہادی پنڈت ہیں۔ پنڈت جی نے کہا۔ میں اُن سے دو تین بار ملا ہوں۔ حقیقت میں نہایت لائق آدمی ہیں۔ لالہ پرکھو دیال تم بھی اُن کے پاس چلو۔ مگر یاد رکھنا۔ وہ کروڑھی یعنی غضناک بڑے ہیں۔ اگر ایسی فضول بحثیں تم نے اُن سے کیں تو وہ تمہارا سر سوتا رہید کر بیٹھے۔

میرے دوست نے بھی سادھو کی لمباقت کی تعریف کی۔ مجھے بھی شوق ہوا اور یہ صلاح ٹھہری کہ ہمارے کے دن ہیں بارہ بجے کے بعد کھانا کھا کر چلیں گے۔ غیر تب گھر آیا۔ اور کھانا کھا کر پنڈت جی اور اپنے دوست کا انتظار کرنے لگا۔ کھانا کھانے کے بعد آدمی کی طبیعت شانت ہوتی ہے مجھے پنڈت جی کے ساتھ اپنی بحث کا خیال آیا۔ اور گو



میں صند کے باعث سے اُن کی دلیلوں کو کاٹتا رہا تھا۔ مگر اس وقت دل نے گواہی دی۔ کہ اس نے بہت سی باتیں ایسی کہی ہیں جو حقیقت میں سچی اور اچھی تھیں اور اب تک فرنگستانی فلسفے میں میری نظر سے نہیں گزری تھیں۔ جو میرے منہ سے لگا ہوا تھا۔ میں سوچتا جاتا تھا اور حقہ پیتا جاتا تھا۔ کھانا کھا کر بیٹھا تھا۔ کچھ غنودگی سی معلوم ہونے لگی۔ اور انھیں جھکے لگیں۔

اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ پنڈت جی اور میرے دوست چلے آتے ہیں۔ میں اٹھ کر باہر گیا اور اُن کے ساتھ سادھو کے ستھان کی طرف چلا۔ بارخ بڑی رونق کا تھا اور شانسی کی جگہ تھی۔ سادھو باہر ہی بیٹھا ہوا تھا۔ پنڈت جی اور میرے دوست کو دیکھ کر خوش ہوا۔ ہم سب نے ہنسنا کیا اور بیٹھ گئے۔ ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں۔ پنڈت جی نے مسلک میری طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے۔ ہمارا ج انگریزی شاہ ستر پڑھ پڑھ کر ان کی بدی بڑی تیز ہو گئی ہے۔ صبح گھنٹہ بھر اس طرح بحث کی کہ میرا مغز چاٹ لیا۔ اور نتیجہ بالکل صحیح۔

سادھو میری طرف منہ نہ ہوا کہ بھائی کیا بحث تھی۔ میں نے کہا۔ ہمارا ج! پنڈت جی مجھے دو ایک کے معنی سمجھا رہے تھے۔ کہ دو ایک کہتے ہیں نیز کو یعنی اس بات کی تیز کو کہ آتما تو سست ہے اور جگت است ہے۔ سادھو بولا ہاں صحیح تو کہتے تھے۔ تحقیق کیا اعتراض ہے۔ میں نے کہا۔ میں نہ آتما کو مادے سے علیحدہ کوئی چیز جانتا ہوں نہ جگت کو جھوٹا ماننے کے لئے تیار ہوں۔ سادھو نے کہا۔ ادھر تو تم ناستک چارواک ہو۔ ہم سے بہت سے انگریزی خواں بخش کر نئے نئے جیسے دیکھا دہر رہے ہیں۔ کیا تم لوگوں کو مذہب اور روحانیت کی تعلیم ہی نہیں ہوتی۔ میں نے کہا ہمارا ج روحانیت کوئی چیز ہو تو اس کی تعلیم ہو۔ جہاں عقل کی کسوٹی پر کسی گئی اور روحانیت گئی۔

یہ سن کر سادھو نے فقہانہ لگایا اور کہا تمہارے اور بھی بہترے بھائیوں نے مجھ سے یہی بات کہی ہے کیا تمہاری رائے میں جسم اور روح میں کچھ فرق نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ جیسے آپ روح سمجھ رہے ہیں۔ وہ مادے ہی کا ایک خاصہ ہے۔ چربی۔ گوشت خون اعصاب وغیرہ کا جہاں نظام ہے وہاں گیان اس طرح پیدا ہو جاتا ہے جس طرح گڑ کو سڑ کر کشید کرنے سے شراب بن جاتی ہے۔ اور اُس میں لشہ پیدا کرنے کی غاصبت آجاتی ہے۔ سادھو بولا بہت اچھا۔ تو گویا گیان مادے سے پیدا ہوا۔ میں نے کہا بیشک۔ کہا دیکھو بھائی اس بات کو تم مانو گے۔ کہ جو کچھ علت میں ہوتا ہے وہی معلول میں ہوتا ہے۔ مثلاً لوہے کی جو چیز بنے گی وہ لوہا ہی ہوگی۔ روٹی یا آم یا شربت نہیں بن جائے گی۔ میں نے کہا بیشک سچ بات ہے۔ کہا جب تم یہ مانتے ہو کہ آدمی میں جو گیان شکتی ہے وہ مادے سے پیدا ہوگی۔ تو تمہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جن چیزوں کو کھا کھا کر آدمی کا جسم بنتا ہے۔ اُن سب میں بھی گیان ہے۔ کیوں کہ اگر ان چیزوں میں گیان نہیں تو آدمی میں جو گیان پیدا ہوا وہ کہاں سے آیا۔ یہاں جسم معلول ہے اور غذا علت ہے۔ اب دیکھو آدمی حیوانات۔ نباتات اور جمادات سب چیزیں کھاتا ہے۔ اور انہیں کھا کھا کر اس کا جسم بنتا ہے۔ جب تک ان سب چیزوں میں گیان نہ ہو۔ تو کھانے والے آدمی میں گیان کہاں سے پیدا ہو سکتا ہے۔ گیان شکتی پیدا ہوگی تو انہیں چیزوں میں سے نکل کر پیدا ہوگی۔ جن سے آدمی کا جسم بنتا ہے۔ وگرنہ آدمی کہاں سے۔ عدم سے تو کوئی شے وجود میں نہیں آسکتی۔ تم تو عقل پر چلتے

والے ہو۔

ہمارا ج بات معقول تھی۔ میں نے کہا اپنے سچ فرمایا۔ جیتن شکتی بالقرعے ہر ایک چیز میں موجود ہے۔ وگرنہ انسان و حیوان وغیرہ میں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ سادھو نے کہا۔ تو بھائی۔ اب بجائے صرف مادے کے تم نے ایک جیتن شکتی بھی اس میں مانی۔ میں نے کہا شکتی کے ماننے میں نہ مجھے پہلے انکار تھا۔ نہ اب ہے۔ اور جسے آپ جیتن شکتی کہہ رہے ہیں وہ شکتی ہی کی ایک صورت ہے۔ یہ سن کر سادھو نے زور سے ایک تہقہہ لگایا۔ اور کہا۔ اور ہوا! تم مادے کی تعریف یوں کرتے ہو۔ کہ مادہ وہ چیز ہے جس میں جیتن شکتی ہو۔ واہ واہ! دیکھو بھائی۔ مادے کی یہ تعریف تو عجائب خانے میں رکھے جانے کے لائق ہے۔

میں نے کہا دیکھئے ہمارا ج میں نے مادے کے ساتھ شکتی کہی ہے جیتن شکتی اپنی طرف سے نہ بڑھائیے۔ سادھو مسکرا کر بولا۔ جیتن شکتی کو تم نے شکتی ہی کی ایک صورت کہا ہے۔ پس اس میں اور تمھاری مانی ہوئی شکتی میں کیا فرق ہو سکتا ہے۔ اگر مادے کے ساتھ فقط شکتی مانو گے۔ تو عالم کا نظام و انتظام تمھارے مت میں کیونکر قائم رہ سکے گا۔ اگر مادے میں فقط شکتی ہی کام کرے تو اس منتظم نظم دنیا کی بجائے اندھا مادہ چاروں طرف پھیلنا ہونا چاہیے۔ اندھی ہی تو میں اس میں کام کرتی نظر آئیں گی۔ کوئی مادے کو ادھر دھکیل کر لے جائیگی کوئی ادھر ریل کرے جائے گی۔ کسی طرح کا انتظام قائم نہیں رہ سکے گا۔ لیکن دنیا میں ہر طرف انتظام نظر آتا ہے اور انتظام بھی کیسا نہایت مکتل پس مادے کے ساتھ کام کرنے والی شکتی ضرور بالضرور جیتن مانی پڑے گی۔

میں نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے۔ دو چیزیں مان لیجئے۔ اب ایک جڑ مادہ۔ دوسری جیتن شکتی۔ لیکن دونوں چیزیں سنت مانی پڑیں گی۔ ویسے تو صرف اتنا کوست مانتا ہے اور جگت کو است کہتا ہے۔ اور اس کو آپ دیکھتے ہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ سادھو نے کہا۔ اب تم راء پر آتے جلتے ہو پہلے صرف مادے کو مانتے تھے۔ اب مادے کے ساتھ ایک جیتن شکتی بھی تسلیم کرتے ہو۔ یہ اتنا راجح ہے۔ جب تم نے جیتن شکتی مانی تو یہ بھی لازمی و لا بدی طور سے ماننا پڑے گا۔ کہ جس کو تم نے مادہ مانا ہے۔ اس کا گیان اس جیتن شکتی کو ہو گا۔ میں نے کہا بیشک ہو گا۔ سادھو بولا جب گیان ہونا مانتے ہو۔ تو جن جن اشیاء خارجی کا گیان ہو گا۔ وہ بعینہ اسی طرح ہو گا۔ جیسے خواب کی اشیاء کا ہونا ہے۔ اور گیان ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ خواب تم روز دیکھتے رہتے ہو۔ بالحق سامنے کھڑا ہے۔ دم بھر میں وہ غائب اور گھوٹا پیدا ہو گیا۔ اس کی جگہ آدمی پیدا ہو گیا۔ پھر خواب کی سورتیں جو مدیم پیدا ہوتی رہتی ہیں سنت ہیں یا است؟ میں نے کہا بے شک است۔ لیکن عالم بیداری میں تو یہ بات نہیں ہے کہ ایک چیز سبھی اور دوسری پیدا ہو گئی۔

سادھو نے کہا۔ کیوں ہے کیوں نہیں۔ عالم بیداری میں کیا تم پیدا ہوتی چیزیں نہیں دیکھتے۔ عورت کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بیج سے درخت بن جاتا ہے۔ درخت کی لکڑی سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ آگ میں آٹا پک کر روٹی بن جاتی ہے۔ دیکھو ہے بالکل مداری کا تماشا یا نہیں۔ کہاں بیج کہاں درخت۔ اسی پر اور چیزوں کو تیس کر لو تعجب ہے



بہترین یہ صورتیں خواب کی طرح بدلتی نظر نہیں آتیں۔ میں نے کہا۔ ہمارا خواب من کا کھیل ہے۔ بیداری عالم اسباب ہے۔ یہاں جب تک خاص اسباب جمع نہ ہوں کوئی ظہور نہیں ہو سکتا۔ خواب میں بغیر اسباب کے ہر چیز ممکن ہے۔ کھلا بیداری میں ماحولی کا گھوڑا بتاتا کس نے دیکھا ہے۔

سادھو بولا۔ اچھا بھائی۔ بیداری میں چیزوں کا پیدا ہونا تو مانتے ہو۔ میں نے کہا بیشک بالکل اسی طرح جیسے بیج سے خاص اسباب کی مدد پر کدہ خست پیدا ہو جاتا ہے۔ کہا پیدا ہونے کے معنی تو ہمیشہ وہی رہیں گے جیسے خواب کی صورتوں کے پیدا ہونے کے ہیں۔ میں نے کہا وہ کیونکر۔ کہا سو جس طرح عدم سے کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ہستی سے بھی کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی۔ جہاں پیدا ہونا مانا گیا سب بایا کا تماشا مداری کا کھیل اور من کی کرفت ہے۔ عدم سے کوئی شے وجود میں نہیں آ سکتی۔ کیونکہ سوال پیدا ہوتا ہے وہ اتنی تو اتنی کہاں سے اور اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اسی طرح جو شے ہست ہے۔ اس سے یہ کہتا اور شے ہست ہوئی ایک ہی لفظ کی مکرر تکرار ہے۔ اور یہ بے معنی ٹھن ہے۔

میں نے کہا آپ کا کہنا سراسر لغو ہے۔ ہست میں سے ہست چیز کیوں نہیں پیدا ہو سکتی۔ لغو کا لفظ سنکر سادھو کو غصہ آیا۔ اور کہنے لگا۔ ارے مورکھ مجھے بتاؤ تو جس ہست چیز کو تو یہ کہتا ہے کہ پیدا ہوئی کیا وہ پیدا ہونے سے پہلے ہست نہ تھی۔ اگر ہست نہ تھی تو نیست مافی پڑے گی اور نیستی سے ہستی لازم آئے گی جو سراسر لغو ہے پس ہست چیز جسے تو کہتا ہے پیدا ہوئی وہ پیدا ہونے سے پہلے بھی ہست ہی تھی ہست چیز میں سے ہست چیز کا پیدا ہونا لغو نہیں تو اور کیا تیرا سر ہے۔ تو بڑا مورکھ ہے اتنی سی بات نہیں سمجھتا۔

ہمارا راجا میں دیں میں برابر مارتا چلا آ رہا تھا۔ ہارا کھسیانا مشہور ہے۔ مجھے بھی غصہ آ گیا اور میں نے کہا۔ مورکھ تو ہے جو سچے جگت کو بھوٹا بتا رہا ہے۔ کیا تیرے پاس جو یہ سوٹا رکھا ہے میرے سر پر پارے تو میرا سر نہیں چھٹیکا۔ اس میں سے خون نہیں نکلے گا۔ مجھے تکلیف نہیں ہوگی۔؟

یہ الفاظ میں نے اس سخت کلامی سے کہے تھے کہ سادھو کی آنکھوں میں خون اُترا آیا۔ کہنے لگا۔ اے مایا میں کھنسنے ہوئے چھوٹے خبر نہیں کہ تو شدت سے سچا نند برہم ہے۔ ایک تو ہی ست ہے۔ اور باقی سب جگت است ہے۔ مجھے نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ پانی گلا سکتا ہے۔ نہ ہوا ٹکھا سکتی ہے۔ نہ ہتھیار کاٹ سکتا ہے۔ دیکھ میں تیرے سوٹا مارتا ہوں۔ نہ تیرا چھٹیکا نہ خون نکلے گا۔ نہ مجھے کچھ تکلیف ہوگی۔

یہ کہہ کر اس بے رحم سادھو نے حقیقت میں اپنا موٹا سوٹا زور سے میری طرف کھینچ مارا۔ وہ تو خیریت ہوئی ادھر تو میرے دوست نے اس کے ہاتھ کو بھٹکا دیا۔ ادھر میں نار بجانے کو ایک درخت کی طرف بھاگا۔ سچ کہتا ہوں۔ اگر وہ سوٹا لگتا تو میرا پاش پاش ہو گیا ہوتا۔ لیکن پھر بھی ادھر تو وہ اچھٹتا ہوا میری پیشانی سے مس کرتا ہوا گیا۔ ادھر میرا سر ایک درخت سے ٹکرایا۔ اسی تکلیف محسوس ہوئی کہ میں بے اختیار چوناک اٹھا۔

دیکھوں تو نہ کہیں باغ ہے نہ کہیں سادھو ہے۔ اپنے گھر پر بیٹھا ہوں حقہ پیتے اونگھ گیا تھا۔ اور حقہ کی نے

پیشانی پر لگی تھی۔ جو مجھے سادھو کا سوٹا محسوس ہوئی۔ درخت کی بجائے گھر کی دیوار سے میرا سر ٹکرایا تھا۔ پنڈت جی اور میرے دوست دونوں آپہنچے تھے۔ اور ہر ہانے کھڑے ہنس رہے تھے۔ آخر پنڈت جی بولے۔ واہ لالہ پر بھو زیاں۔ جاڑے کے دنوں میں دوپہر کو ایسے غافل ہو کر اُونگھتے ہو۔ کہ سر دیوار سے ٹکراتا ہے۔ لو اٹھو چلو۔ سادھو ہمارا راج کے درشن کریں۔ مجھ میں فرط حیرت سے بولنے کی تاب نہ تھی دونوں صاحبوں کو اشارے سے بیٹھنے کو کہا۔ وہ بیٹھ گئے اور مجھے نگاہ حیرت سے دیکھنے لگے۔ میں بہت دیر تک اپنے خواب کو سوچتا رہا۔ اور سوچ سوچ کر دُکینی حیرت محسوس کرتا رہا۔ حقیقت میں مجھے صاف صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ عالم بیداری میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں۔ وہ سب خواب کا سا نقشہ ہے۔ تمام پڑھنا پڑھانا۔ تمام بحث و مباحثہ۔ تمام کاروبار غرض ہر ایک بات خواب کی صورتوں کی طرح چشم تصور کے سامنے آتی ہے۔ اور کچھ دیر ٹھیکر کر غائب ہو جاتی ہے۔ ہاں میں دیکھنے والا جوں کا توں قائم رہتا ہوں۔ آخر میں اٹھ کر بڈھے پنڈت جی کے چروں میں پڑا۔ انہوں نے مجھے اٹھایا اور پوچھا کہ بات تو بتاؤ کیا ماجرا ہے۔ میں نے سارا خواب کہہ سنایا :

حقیقت یہ ہے کہ سادھو کے ساتھ جو بحث میں نے آپ کے گوش گزار کی ہے۔ وہ صبح پنڈت جی کے ساتھ ہوئی تھی۔ پنڈت جی میرا خواب سن کر بڑے حیران ہوئے۔ کہنے لگے۔ بتاؤ اب تو سمجھ گئے۔ کہ وویک کیا چیز ہے۔ میں نے کہا۔ ہمارا راج خوب سمجھ گیا۔ یہ جگت کی بدلتی ہوئی صورتیں تمام خواب کی طرح است ہیں۔ اور ان کا دیکھنے والا میں اتنا مست ہوں آج سے میں آپ کا چیلہ ہوں۔ مجھے گیان کا اُیدیش دیکھئے۔ میں کسی سادھو کے درشن کو نہیں جانتا چاہتا۔ پنڈت جی نے اس روز سے مجھے پڑھانا شروع کیا۔ کیونکہ شاستر اور گورو کے بچوں میں شر تھا ہو گئی تھی۔ میں جلد جلد گیان کے زینے پر چڑھتا چلا گیا اور جس دن پنڈت جی کا دیہانت ہوا۔ اسی روز سنیا س دھارن کر کے گھر سے نکل گیا۔

اس کہانی کو سن کر سب سادھو نہایت محظوظ ہوئے۔ کہ کیسی دقیق باتوں کو کس مزے سے نبھایا ہے۔ سوامی برہمانند نے بھی تعریف کی۔ اور پھر ایک سادھو کی طرف اشارہ کر کے بولے بھائی کر ڈری ایک روز تم نے ہمیں کچھ اپنا حال سنایا تھا۔ وہی سب کو سننا۔ وویک کی تو ضیح خوب ہو چکی۔ تم میرا گ کا مضمون شروع کرو۔ جو ویدانت کے سادھن چشتھ میں سے دوسرا سادھن ہے :

نئے سال جنوری ۱۹۷۲ء کا سالنامہ

ہرمارتھ انک کے نام سے منسوب ہوگا۔ لیکھاک ہودے  
اپنے لیکھ یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء تک بھیجنے کی کریا کریں۔ "نیجر"



# درگاہِ پست شتی

(منظوم ترجمہ از کوی لوکنا تھ جی دہلی)

قسط ۲

## دوسرا ادھیائے

شنو درشنوں تک اس سے پہلے  
 اسروں سے سروں کی ہار ہوئی  
 مہشا سرجیت کے دیوؤں کو  
 دھرتی کا راج کن نیل لگن کے  
 تب دیوتا گن کی تلاش پتی  
 آئے بیکنٹھ میں وشنو کے  
 روی ششی۔ اگنی۔ واپو۔ کبیر  
 مہشا سمر کے ادھیکار میں ہیں  
 سروانی سنگر اسروں پر  
 تن لگیں بھویں جوالا برسی  
 تب چکر پانی کے ہنری مکھ سے  
 چتران۔ پنچان۔ دیو سندر  
 بن جل کر مہا تیج لے دے!  
 بس پلاک بھپکتے ہی یہ تیج  
 دیوؤں نے دیکھا نیتروں سے  
 سمپورن و شاؤں میں اس  
 سمپورن سروں کے تن سے پرکٹی  
 جس نے ناری کا روپ دھرا  
 دیکھتے ہی دیکھتے تیج  
 یہ روپ بنا مہا روری کا  
 تھا دیو اُسر سنگرام ہوا  
 سنگرام کا یہ پرینام ہوا  
 تھا تر بھون کا مہا راج بنا  
 تاروں کا سر تاج بنا  
 اور پر جاپتی کو سا کھ لے  
 چرنوں پر سب کے سبیں جھکے  
 یتم۔ ورن اندر سب ہار گئے  
 سب دیوؤں کے ادھیکار گئے  
 بھگوان وشنو نے کرو دھ کیا  
 نینوں سے۔ نج مکھ لال ہوا  
 اک دیو تیج سا پرکٹ ہوا  
 سے نکلی اک امجول آ بھا  
 درشتی گو چر سا کار ہوا  
 تیج پر وٹ آ کار ہوا  
 اس تیج سے چھنتی ہوئی جوالا  
 تیج تیج سے بنتی ہوئی جوالا  
 جوتی کی کیسے ہو تلتا  
 جس نے ناری کا سوانگ بھرا  
 تینوں لوگوں میں دیاپت ہوا  
 یہ روپ بنا مہا کالی کا

شکر کے تیج سے ودن پینا  
 بھگوان وشنو کے مہا تیج  
 چندرماں کے تیج سے بنے ستن  
 جنگھائیں اور پت لیاں ہوئیں  
 برصما کے تیج نے چرن بنائے  
 انگلیاں بنائی ہاتھوں کی  
 ناسکا کبیر کے تیج سے دانت  
 اور تبینوکی نیتر بنے جہیں  
 سندھیا کے تیج سے بھویں بنی  
 لے دل! سرشکتی سے جگ کو  
 اس طرح سست دیوتاؤں کے  
 جا جو لیہ بان پر دت کی طرح  
 سر تیج پچ سے پرکٹ ہوئی  
 یہ مہا کالی راتری اے دل!  
 درشن کر کے مہا شکتی کا  
 بھے دھیرے دھیرے کھٹنے لگا  
 اے دل! پناک دھاری شبھو  
 وشنو نے اپنے چکر سے  
 دے دیا ورن نے شنگھ اور  
 والیو نے دھنش دیا اور بانہی  
 دیویندر سہسرنیروں والے  
 ایراوت ہاتھی سے اتار کے  
 منی پرستیا ہی لی  
 پرئی روم کوپوں سے روی نے  
 تب کال نے اپنی جگمگ کرتی

یم راج کے تیج سے بال بنے  
 سے۔ باہو کئی وصال بنے  
 دیویندر کے تیج سے دھیر بھاگ  
 جب کیا ورن نے تیج تیاگ  
 انگلیاں روی کی کرفوں نے  
 بل جل کر اے دل! وسوؤں نے  
 پر جا پتی تیج سے بنے سمی  
 کیوں اگنی کی شکتی تھی  
 والیو کے تیج سے گان ملا  
 یہ تیج کا تیج مہا ن ملا  
 تیج پچ سے پرکٹ ہوئی  
 یہ کلیانی وشنوی شکتی  
 یہ مہا دیوی شکتی شالی  
 یہ مہا چندیکے مہا کالی  
 دیوؤں کا ساہس بڑھنے لگا  
 چھایا ہوا اس مہیشا ستر کا  
 نے سوئم اپنا ترشول دیا  
 چکر درشن اُنکی بھینٹ کیا  
 اگنی نے اپنی شکتی دی  
 اک بانوں سے بھری ہوئی  
 ان کو اپنا وجر دیا  
 کھٹے بھی اک بھینٹ کیا  
 یم راج نے کال دندوے کر  
 اپنا تیج دیا کرونوں سے بھر  
 کھرک اور کی ڈھال پروان



دلے دیئے ہتھیار مہان  
 آ بھوشن کچن کے اُجول  
 کنبھ کے ہار اور کُنڈل  
 بھینٹ کیا اور اک تلوار  
 اور برچھے بھالے کئی ہتھیار  
 دیا اٹوٹا ہار  
 کا ہو کے نہ کبھی پر ہار  
 ششی نے دی بیوں کی مال  
 شکتی دی ان کو سنبھال  
 دیکھ کے رخ ادھ بھت شر زگار  
 ہاگر جتا اید کا کار  
 گونج اٹھا سارا اکاش  
 نشیچر دل کا پتاش  
 ہتھ آیا پر ہتھوی کا آ پل  
 امبر تک مچ گئی ہل چل  
 ڈر گا کی، کی جے جے کار  
 منسکار کی بار مہار  
 مچ گئی پر لہیسی ہا ہا کار  
 اپنے شستریئے سب دھار  
 جے کیسی ہا ہا کار  
 جہاں سے آئی تھی للکار  
 دیوی کا ادھ بھت شر زگار  
 مہا بھیانک ہی ہتھیار  
 سڑوں دھارا جس کی جے کار  
 جس کے ہیروں کے ہار

کھیشر سندھو نے ناشن نہ ہونے  
 ساتھ دیئے جلمگ کرتے  
 اک اردھ چندر کا بھج بند کنگن  
 وشو کرمانے سندر پھر سا  
 کوچ کے ساتھ ساتھ کُنڈل  
 کبھی نہ کملانے والے مکلوں کا  
 کسی سے کبھی جن پر پت جھڑ  
 پر ہتھوی دھارن کرنے والے  
 سب دیوتاؤں نے اپنی اپنی  
 دیکھ کے اپنے انگ دھوشت  
 کیا ایک اٹ ہاس بھیانک  
 سن سن کر یہ ناد بھینک  
 جاگا مورتی مان ہو کر نشیچر  
 کانپ اٹھے ساگر لے دل  
 یہ سنگھ ناد سن کر دھرتی سے  
 تب دیوؤں نے سنگھ داہنی  
 مہر شیوں نے ستون کیا اور  
 مہیشا سمر کی سیناؤں میں  
 ایک پلک میں نشیچر دل سے  
 کر دھیں اکر پوچھا مہیشا سمر  
 پھر سینا میں گھر کر رہیا  
 مہیشا سمر نے دیکھا آ کر  
 مہا بھیانک اٹ ہاس اور  
 ویا پت ہو رہی تھی کُن کُن میں  
 اُجولت ابھیرتے پاک پاک پر

دھنستا جاتا تھا پر تھوی تل  
جس کی مکھڑا بھاڑا  
جس کے دھنست کی اک ٹنکار  
جس کی بھجائیں لے کر ہتھیار  
ہونے لگا مہمان پر ہار  
کھنڈے کھڑگ کر پان کی دھار  
لے آیا سینا بھاری  
سینا بھی ساری ہاری  
تیر چلا کر چلے گئے  
برچھے کھا کر چلے گئے  
ہر تیو کے وار کو سہہ نہ سکی  
تلوار کی دھار کو سہہ نہ سکی  
بلوانوں کا سر کاٹ دیا  
الگت دانوں کا رکت پیا  
رن بھومی میں آج وچرتا تھا  
یا ویگ تھا کوئی سمندر کا  
یوں سنگھ ہوا تھا متوالا  
جیسے ہو یہ پر چنڈ جوالا

جس کے بو بھل چروں سے  
کھینچتی تھی آکاش پر رکھا  
ساتوں پاتالوں میں گوجی  
سب دشاؤں میں چھائی تھیں  
نشیمر دل سے یدھ پھڑ گیا  
کرنے لگی سنان رکت میں  
مہیشا سر کا سینا نایک  
سناٹھ ہزار رکت بھی ٹوٹے  
اور مہارکتی آئے کتنے  
گھوڑ سوار بھی گج سوار بھی  
کھپ گئی کئی اکھشونی سینا  
پھڑ سے کی دھار کو سہہ نہ سکی  
دُرگائے جوہنی پر ہار کیا  
دُرگائے واہن نے لے دیں !  
دیوی کا واہن سنگھ جو  
مانو آندھی کا جھونکا ہو  
ہاتھوں پہ آج جھپٹتا تھا  
جیسے ہر تیو کا دوت ہو یہ

رکتوں کے لٹے چکروں اور شولوں سے مار گئے تھے بھر  
دلپتا پشپ برساتے تھے۔ ہو کر پرتن ماتیشوری پر

باقی پھر

کلام مضطر۔ 5۰ پیسے۔ ستیہ درشن ۱/۲ روپے۔ گیتا منظوم دل محمد 3/۱ روپے۔ جیجی سکھن دل محمد  
3/۱ روپے۔ بھر کا ذکر جلد اورد۔ 5/۱ روپے۔ پریت سنہ اندو 60 پیسے۔ اے مسلم بھائی 5۰/۱ روپے  
علم الروح یعنی برہم گیان 1/۲ روپے۔ دو یک چوڑا منی اڑھائی روپے۔ اتم ساکھشات کار 75 پیسے  
روحوں کی دنیا 3/۱ روپے۔ لندن یا تیرا 60 پیسے۔



# سو مناتھ پر حملہ

(شہری امرت لال سریال)

گذشتہ سہ ہفتے

دو دیر آگے بڑھے۔ ہمارا ج کے شہر پر کوٹھا کر ایک طرف لے گئے کچھ صلاح کی ہمارا ج کا رتن جڑت مکٹ دلیپ کے سر پر رکھ دیا۔ جوہان توڑ کر وہیں لڑ رہا تھا۔ اندامہ مندر میں گورو دیو گنگا سر و گوبہ دیو رتنی گنگا اور سورگ کی الپرا سمان چوکی جہان و پریشان بھگوان کے چروں میں بیٹھے۔ ہر اچھی بُری خبر کا بے سہری سے انتظار کر رہے تھے۔ اسی سے سامنت نے پردیش کیا۔ گورو دیو بات کرنے کا سہم باقی نہیں رہا۔ اس منکٹ کو جان کر میں کشتی لے کر آیا ہوں۔ جلدی کیجئے۔ جلدی نکل چیلے؟ اور گورو دیو بھگوان شہو کی طرح شانت، سمندر کی طرح گھبیر، مدھم سور میں بولے سامنت میرا جیون بھگوان سے جڑا مت سمجھو میں اہتس کی سیوا کے واسطے پیدا ہوا تھا۔ اور اپنی کے لئے مروں گا۔ اور پھر اسی وقت ہمارا ج کا شہر پر ایک ٹکڑی کا ہمان۔ وہاں لا کر رکھ دیا گیا۔ رنہوں سے خون بہہ رہا تھا۔ مگر بنض ابھی چل رہی تھی جلدی میں بتایا گیا کہ ہمارا ج کے گرتے ہی اس وچار سے کہ فوج کا بڑا نہ ٹوٹ جائے انکا مکٹ دلیپ سینا پتی کے سر پر رکھ دیا گیا۔ سبھی دیر بھیروں کے بھڑ میں شیر کے سان لڑ رہے ہیں۔ اور وہاں سامنت تم گدگا۔ چولا اند ہمارا ج کے شہر پر لے کر جلدی نکل جاؤں میں نہیں جاؤں گا۔ جلدی کرو، سامنت گورو دیو کو جانتے تھے۔ بھولا ناٹھ پر ان کا کتنا دشو اس ہے۔ اور شہر دھاکنتی گہری ہے۔ وہ جانتے تھے۔ اس وقت گنگا بولی۔ گورو دیو میرا استھان آپ کے چروں میں ہے۔ میں نے چالیں ورش آپ کی سیوا کی۔ آپ کی آرتی اتاری اور اب آپ کو ایکلے چھوڑ کر چلی جاؤں۔ یقین رکھئے میں کامر نہیں ہوں مرنا جانتی ہوں اور سامنت ہمارا ج کے آدھ مرے شہر پر چولا۔ اور کچھ جاننا ز سناختی لے کر سمندر میں آگے بڑھا کشتی سمندر کی چھانی پر تیزی سے سفر طے کرتی ہوئی دور تک نکل گئی۔ سبھی یونوں کو مندر میں بھرتے چھوڑ کر اور گڑھ کے اندر کی سیناؤں کو باری باری شہو چروں میں پھاؤں کو اڑپن کرتے چھوڑ کر۔ اب مندر کے دروازے کے قریب ٹھسان کا یدھ ہو رہا تھا۔ دشمن ہر دم بڑھ رہا تھا۔ گورو دیو اگر میں مرنے سکوں تو دوسرے کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے مجھے کنارے سماپت کروینا۔ گورو دیو اب بھی سمندر کی طرح شانت تھے۔ بالکل خاموش۔ دور سے ایک دروازے کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ گنگا نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سونے کی کنگھی نکالی۔ اس کے دانتوں کو انگلی سے چھوا۔ گورو دیو کے چروں میں پر نام کیا۔ اور کنگھی کو گلے میں رکھ کر زور سے دیا یا خون کا فوارہ چھوٹ پڑا گدگا اسی مندر میں سماپت ہو گئی۔ جہاں اس نے یکین، جوائی اور بوڑھا پا دیکھا تھا۔ گورو دیو نے گنگا کی ساٹھی ہی سے اس کے شہر لاش کو ڈھانپ کر بھگوان کے چروں میں رکھ دیا اور تھالی میں دھوپ دیپ رکھ کر شہو بھولا ناٹھ کی آرتی اتارنے لگے۔ گڑھ کی ساری سینا سورگ ٹوک جا چکی تھی۔ کوئی بھی یو دھا اب نہیں بچا تھا۔ حمزہ غزنوی نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور آگے بڑھا۔ لاشوں کے ڈھیروں کو دوندتا ہوا دھمروں کو سماپت کرنا ہوا وہ بھٹ سے سینک دل کیا تھا۔ جہنم کے ناطے شہر لنگ کو ڈورتے جا رہا تھا اور شہر دہشی اپنی من

کی آگ کو اس طرح ٹھنڈا کر خوش ہو رہا تھا۔

جہاں راج مرے۔ پرجاس سپاہیت ہوا۔ گنگا گئی۔ اور اب چولا میری رانی بنے گی۔ میں اسے جا کر لے آؤں گا۔ وہ چاہے کہیں بھی کیوں نہ ہو۔ محمود ٹھوڑے پرانے بڑھا تو شورش آگے سے آکر اڑے ہاتھ کر کے کھڑا ہو گیا۔ ہزاروں یودھاؤں کے لشکار کے بعد ایک بے ہتھیار بابا کو اس طرح کھڑے دیکھ حیران ہوا۔ اتنے میں شورش بولا۔ امیر! بھڑے میں نے بھی تیری مدد کی ہے میری ہمدردی کے بغیر تم بھی یہاں نہ آ سکتے تھے۔ میں نے تیرے سینوں کو سرنگ کا راستہ بنلایا تھا۔ اور اب میں چاہتا ہوں کہ تم میری اور میرے دیوی رکھتا کرو۔ میرے ہتھ مار کر سنبھلا کر۔ محمود مورتیوں کو بچانے والا نہیں توڑنے والا ہے اور اس نے اپنی تلوار شورش کے ہیر پر زور سے ماری۔ یہ تھا دیش دروہی کا صلہ یعنی انعام محمود کا گھوڑا شورش کے سر پر کوڑا نہ مارا آگے بڑھا۔ اور یہاں پر گورو دیو گنگ سہ گدیہ نظر آئے۔ اس مندر میں پچاس برس انہوں نے ایک پتھر راجہ کیا تھا۔ منشیوں کی ہمتوں اور شریوں پر یہاں بھیجا کہ انہوں نے چاروتی راجاؤں کے ارکھ سوبکار کئے تھے۔ یہیں بھیجا کہ انہوں نے بھارت ورش کے جہاز و زانو اور سنسکار کوں پر نشان کیا تھا۔ یہاں بدھ بھگوان کے آثار دھکاری تھے وہ پشو کے لئے سونکھ دوار کا جہانتر گانے والے تھے۔ محمود کو اتنے دیکھ کہ انہوں نے آرتی زمین پر رکھ دی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر دوار پر کھڑے ہو گئے۔ امیر نے ہونٹ دیا ہے۔ ”بڈھے۔ دور ہٹ۔ کیوں موت بلامی ہے۔“ گورو دیو مسکرائے بالکل شانت چوت سے انہوں نے کہا۔ یوں میں بھگوان کے ساتھ جیائوں اسی کے ساتھ مرنگا۔ امیر فتح کے نشے میں چور دیں سننا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور دوسرے ہاتھ میں گورو دیو کا پتر شریر بھوی پر گر کر لڑنے لگا۔ ایک ہی پھلاناٹ مار کر محمود گر کر دوار میں پہنچ گیا پاس ہی کھڑے ایک یودھانے لوہے کی گدائی اور گھما کر ماری۔ شورش کے شروع میں ستھاپت بھگوان سونکھ کے لٹاک کے تین ٹکڑے ہو گئے وہ مندر کے اندر گیا چاروں طرف مدھم دھم دھم میں ہیرے جہازات چمک رہے تھے۔ مندر کے فرش چھتیں دیواریں سبھی قیمتی ہیرے جہازات سے بڑے ہوئے تھے۔ اب مندر اور مندر کے باہر ٹوٹ چکی۔ ایک دن۔ ڈوین اور تب تک جب تک من اکتانے لگا پرجاس پر موت کا چھایا پڑا ہوا تھا۔ لاشیں بدبو پھیل رہی تھیں آسمان پر بے شمار چلیں اور گدہ مندر رہے تھے وہاں اور بھڑتا حال ہو رہا تھا۔ امیر کا خیال تھا کہ پاٹن میں جا کر اب راجہ ستھاپت کرے، مگر مدت سے گھبراہٹ کر نکلی فوجوں کے من میں افسانہ نہیں رہا تھا۔ وہ وہیں جانے کے لیے قراعتیں وہ بغاوت کرنے پر آمادہ تھیں پھر اسی دگیتان کو پارنگی بات سونج کر ان کے صلہ پست ہو رہے تھے جن کا تھنا ہوا لشکر تین جہاز دگیتان میں ختم ہو گیا۔ گھوٹا بابا کے کچھ سونو جوانوں نے ہزاروں کی کمی کر دی اور اب پرجاس میں ٹھہر چکے تھے۔ کتنے کتنے اہل ان میں سے واپس کتنے عورتی پہنچ گئے۔ یہ سوجھ کر ہی ان کا سر ہلانے لگا۔ اور محمود کی بیقراری کی حد نہ تھی۔ وہ دگیتان تھا جہاں گرجی وہ ہار رہا تھا۔ اسے خبریں آتی شروع ہوئی جہاں راج بھیم کی جان بچ گئی مسانت اندھ کی طرح دیش میں چاہوں طرف کھوم گیا جہاں جا کر سونکھ بھگوان کی تباہی کے تھے ستا لوگ پاگ ہو اٹھتے۔ اس کے لئے دن نہیں رات نہیں۔ بھوک نہیں پیاس نہیں تھکان نہیں نیند نہیں۔ اس کا ہاتھ لگا دیکھ کر نواں بھی آٹا میں بدلتے لگی۔ امیر گھبراہٹ میں کہہ کر بے آغاز بندہ فوجیں اب اسکی جوسی کو نامکمل بناتے کے در پے ہیں۔ امین اور مارا مار کر فوجیں پہنچیں سا بھر سے بھی مکاں ابھی۔ پاٹن سے تنگ ہو کر جہازات اور ان کے ہیر راجوں کا جال بچھ گیا ہے۔ جہاں راج بھیم کے اب خود گمان سنبھال لی ہے۔ دیش بھر کے راجے جہاں راجے سب سکھ احمد رام بھڑا کر تیری سے محمود کو



ختم کرنے کو بٹھ رہے ہیں کیسری باتا پہنے جاں باز مرنے اند مارنے کیلئے ہتھیلی پر جان رکھ کر نکل پڑے ہیں۔ محمود کی اطلاعات غلط نہیں تھیں۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر کچھ عرصہ پہلے کمک پہنچ جاتی تو اسکی فوج کا کوئی سپاہی جیتا بیچ کر نہ جاتا دھارک ستھانوں پر ہندو سنگٹھن اس قدر تیز ہو گا۔ اس کا خواب میں بھی خیال نہ آیا تھا۔ اُسے پھر اپنی بہادری پر شرم آئی اس نے بہادری سے نہیں شہرہ نشی کی غداری سے پرکھاس فتح کیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اب چاروں طرف سے گھبراتا جا رہا ہے۔ اس نے کوچ کر لیا۔ کچھ ہی منزل طے کی ہوئی کہ سامنت کے چھاپہ مار دستوں نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور کمار جیسے جرنیل اور لکھائی جیسے راجہ اس کا قدم بڑھانا ممکن بنا رہے تھے۔ پھر طرہ یہ کہ ہمارا ج بھیم اس کی بے طرح کھد پڑنے سمند کطرف لئے جا رہے تھے۔ اسے بھاگن پڑ پڑی مشکل سے کچھ کے راستے وہ پیچھے سپاہیوں کو لے کر ہندوستان سے بھاگنا پڑا۔

”جے سومناٹھ“ کی گونج پھر سے گونجنے لگی۔ بھکسات میں خبر پہنچی۔ لوگ خوش ہوئے۔ دیپ سالا کی گئی پھر سے پرکھاس میں سب بگ اکٹھے ہوئے۔ ایک دوسرے کو بھائی دیکھنے لگی۔ سبھی راجے و راجہ ہوئے اور پرکھاس کا پسر نرمان شروع ہوا۔ سامنت گیا بھکسات اور پاشن کے لوگوں کو اپنے اپنے گھر پہنچنے کی خبر دی لوگ ایک بار پھر محمود کی تباہی کی یاد کو منانے میں جٹ گئے۔ ہند کو پھر سے بنایا گیا لڑنگ ستھاپت کیا گیا۔ گرو دیو کے شہید لکسن سروگیہ نے اور دو سال کے قلیں عرصہ میں پھر سے سومناٹھ جی کی اسی طرح پوجا ہونے لگی۔ سارے بھارت کے راجے، ہاراجے، رانا، رنک، پورت۔ مرد بھولاناٹھ کے درشنوں کو دڑ پڑے اور سامنت۔ یہ سب کچھ کرنے والا جسکے بغیر سب کچھ ادھورا رہ جاتا۔ شاندا میر کو اور بھی لڑک کا سسے بل جاتا اور جسکے بغیر ہمارا ج نہ بچتے، سنگٹھن نہ ہوتا۔ وہ سامنت ہر چیز سے بے نیاز نہ جانے کہاں کھو گیا۔ سارے دلش کی ایک ہی نشانہ کیل بھارت کے سومناٹھ کے واسطے سارا کل سماپت کر دینے والا۔ اس کے بعد کسی کو نظر نہ آیا۔ ہمارا ج بھیم نے جان توڑ تلاش کی۔ تیروہ اُسے نہ پا کر ایک صدمے کو من میں لئے چپ رہ گئے۔ اور پھر لا شوجی بھولاناٹھ اُپاسکا۔ مصوم ہر گتہ کے خوب سے کوسوں دور ہمارا ج بھیم کے ساتھ بھکسات جانے کے بعد سے آج تک خوش نہ رہ سکی۔ اسے اپنے بھولاناٹھ کے برہ کی آگ جلاتی رہی وہ سارا جیون اپنے آپ کو پاربتی سمجھ کر شوجی کی پوجا کرنے کے بعد انکی کمزوریوں سے بچ نہ سکی۔ اس نے ہمارا ج بھیم کو شوجی کے روپ میں پایا۔ ان سے بیاہ کیا۔ اور ایک لڑکا پیدا ہوا تب وہ سمجھی کہ وہ پاربتی ہو کر کے سادھن سارا ستری ہے۔ اور ہمارا ج بھیم بھولاناٹھ نہ ہو کر کے صرف سادھن ہمارا ج ہیں۔ اور وہ رات ایک ہی رات جس کو اس نے مکھی کی رات تری سمجھا تھا۔ اس کے من میں ایک کانٹے کی طرح چھنے لگی۔ وہ کبھی خوش نہ رہ سکی۔ اپنی اس اذیت اور گراؤ پر وہ سارا دن روتی رہتی۔ ہمارا ج اور دسیاں اسے خوش نہ رکھ سکیں۔ ایک دن اپنے جیون کا آخری ثروت کرتے کرتے اس نے بھگوان کے جرنوں میں پران تیاگ دیئے۔“

نوٹ۔ اُستایہ کہ جہاں شہ جگدیش چندر اس اتھاس کو پڑھ کر محسوس کر نیے کہ موہتی پوجا کے کارن ہی ہندوؤں میں سنگٹھن تھا اور وہ دشمن کا مقابلہ جان فشانہ سے کرتے رہے جب سے ہندوؤں کے اندر فرنگیوں نے اور انکے جیلوں نے اثر دھا پیدا کر دی۔ تب ہی سے ہندوؤں میں گراؤ آتی شروع ہوئی۔ اور آج یہ حالت ہے کہ چوٹی جینڈو سڈھیا اپاستا۔ شوچ پو ترنا۔ بلکہ ہندو پن ہی ختم ہو چکا ہے۔ جو کہ مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کی دین ہے۔“

کی آگ کو اس طرح ٹھنڈا کر خوش ہو رہا تھا۔

جہاں راج مرے۔ پر جہاں سمایت ہوا۔ گنگا گئی۔ اور اب چولا میری رانی بنے گی۔ میں بسے جا کر لے آؤں گا۔ وہ چاہے کہیں بھی کیوں نہ ہو۔ محمود کھڑے پر آئے بڑھا تو شوہرشی آگے سے آکر اڑے ہاتھ کر کے کھڑا ہو گیا۔ ہزاروں یودھاؤں کے منگھار کے بعد ایک بے ہتھیار بابا کو اس طرح کھڑے دیکھ حیران ہوا۔ اتنے میں شوہرشی بولا۔ امیر! بھتر۔ میں نے بھی تیری مدد کی ہے۔ میری مدد کے بغیر تم بھی یہاں نہ آ سکتے تھے۔ میں نے تیرے سینوں کو سترنگ کا راستہ بتلایا تھا۔ اور اب میں چاہتا ہوں کہ تم میری اور میرے دیوی رکھتا کرو۔ میری ہتھ مار کر ہنسنا کافر! محمود مور تیلوں کو بچانے والا نہیں توڑنے والا ہے اور اس نے اپنی تلوار شوہرشی کے سہر پر زور سے ماری۔ یہ بھکا دیش دروہی کا صلہ یعنی انعام محمود کا کھڑا شوہرشی کے شہر کو روندنا ہوا آگے بڑھا۔ اور یہاں پر گرو دیو لنگ سہر گئے نظر آئے۔ اس مندر میں پچاس برس انہوں نے ایک چتر راجہ کیا تھا۔ منشیوں کی امتدادیں اور شہریوں پر یہاں بیٹھکر انہوں نے عکرونی راجاؤں کے ارکھیر سو بیکار کئے تھے۔ یہیں بیٹھکر انہوں نے بھارت ویش کے ہار و زائفوں اور سندسکاروں پر نشان کیا تھا۔ یہاں بدھ کھجوان کے آثار ادھکاری تھے وہ پشو کے بے موکش دوار کا جہانتر گانے والے تھے۔ محمود کو آتے دیکھکر انہوں نے اڑتی زمین پر رکھ دی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر دوار پر کھڑے ہو گئے۔ امیر نے ہونٹ دیا تے۔ "بڈھے۔ دودھ ہٹ۔ کیوں موت بھلا دی ہے۔" گورو دیو مسکرائے بالکل شانت چوت سے انہوں نے کہا۔ یون میں بھجوان کے ساتھ جیہاں اسی کے ساتھ مرنیکا۔ امیر فتح کے نشے میں چور دیل سندا نہیں چاہتا تھا۔ اسکے ہاتھ میں تلوار چکی اور دوسرے ہاتھ میں گورو دیو کا پتر شہر بھجوی پر گر کر لڑنے لگا۔ ایک ہی پھلناک مار کر محمود گرو دیو میں پہنچ گیا پاس ہی کھڑے ایک یودھانے لوہے کی گدلی اور گھما کر ماری۔ شہرشی کے شروع میں ستھاپت بھجوان سونہار کے لنگ کے تین ٹکڑے ہو گئے وہ مندر کے اندر گیا چاروں طرف مدھم رشی میں میرے جہازات چمک رہے تھے۔ مندر کے فرش چھتیں دیواریں سبھی قیمتی میرے جہازات سے بڑے ہوئے تھے۔ اب مندر اور مندر کے باہر ٹوٹ چکی۔ ایک دن۔ دودھ اور تب تاں جب تک من اکتانے دگا پر جہاں پر موت کا چھایا پڑا ہوا تھا۔ لاشیں بدبو پھیل رہی تھیں آسمان پر بے شمار چلیں اور گدھ مندر پر تھے وہاں اور بھتر ناچاں ہو رہا تھا۔ امیر کا خیال تھا کہ پاٹن میں جا کر اب راجہ ستھاپت کرے، مگر مدت سے گھبراہٹ کر نکلی فوجوں کے من میں افسانہ نہیں رہا تھا۔ وہ واپس جانے کو بے قرار تھیں وہ بغاوت کرنے پر آمادہ تھیں پھر اسی دگتیاں کو پار کر نیکی بات سونہر کر اٹکے صلہ پست پورا تھے جن کا کتا ہر لشکر تین جہر دگتیاں میں ختم ہو گیا۔ گھوٹا بابا کے کچھ سونو جوانوں نے ہزاروں کی کمی کر دی اور اب پر جہاں میں ٹھہر چکے کے بعد کہتے تھے۔ امیران میں سے واپس کتنے مرنے پہنچیں گے۔ یہ سوچ کر ہی ان کا سر جھکانے لگا۔ اور محمود کی بیکاری کی حد نہ تھی۔ وہ دگتیاں تھا جیت کر بھی وہ ہار رہا تھا۔ اسے خبریں آتی شروع ہوئی جہاں راج بھیم کی جان بچ گئی سامنت احمدی کی طرح ویش میں چاروں طرف کھوم گیا جہاں جا کر سونہار بھجوان کی تباہی کے تھے شتا لوگ پاگل ہو اٹھے۔ اس کے لئے دن نہیں رات نہیں۔ بھوک نہیں پیاس نہیں تھکان نہیں۔ نیند نہیں۔ اس کا یہاں قصہ دیکھ کر نواشا بھی اٹھائیں بدلتے گئے۔ امیر گھبراہٹ میں کر کے بے آغاز ہندو دیو میں اب اسکی دوسری کو نامک بنانے کے درپے ہیں۔ امیران اور مارا کر کی فوجیں پہنچیں سامنہر سے بھی مکاں ابھی۔ پاٹن سے تنگ گجرات اور ان کے ستر راجوں کا حال کچھ گیا ہے۔ جہاں راج بھیم کے اب خود کمان منبھال لی ہے۔ دیش بھر کے راجے جہاں راجے مدب سکھ امیر نام چھوڑ کر تیزی سے محمود کو



ختم کرنے کو بڑھ رہے ہیں کیسری بانا پہنے جاں باز مرنے اور مارنے کیلئے ہتھیلی پر جان رکھ کر نکل پڑے ہیں۔ محمود کی اطلاعات غلط نہیں تھیں۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر کچھ عرصہ پہلے ملک پہنچ جاتی تو اسکی فوج کا کوئی سپاہی جیتنا بچ کر نہ جاتا۔ دھارک ستھانوں پر ہندو سنگٹھن اس قدر تیز ہو گا۔ اس کا خواب میں بھی خیال نہ آیا تھا۔ اُسے پھر اپنی بہادری پر شرم آئی اس نے بہادری سے نہیں شہرہ نشی کی غداری سے پرہیز کیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اب چاروں طرف سے گھر تاجار رہا ہے۔ اس نے کوچ کر لیا۔ کچھ ہی منزل طے کی ہوئی کہ سامنت کے چھاپہ مار دستوں نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور مکار جیسے جرنیل اور لکھائی جیسے راجہ اس کا قدم بڑھانا ممکن بنا رہے تھے۔ پھر طرہ یہ کہ ہمارا ج بھیم اس کی بے طرح کھڑپڑتے سمندر کھٹیف لئے جا رہے تھے۔ اسے بھاگنا بڑی بڑی مشکل سے کچھ کے راستے وہ پیچھے سپاہیوں کو لے کر ہندوستان سے بھاگنا پڑا۔

"جے سومناٹھ" کی گونج پھر سے گونجنے لگی۔ بھکبات میں خبر پہنچی۔ لوگ خوش ہوئے۔ دیپ سالا کی گئی پھر سے پرہیزاس میں سب بگ اکٹھے ہوئے۔ ایک دوسرے کو بھائی دیکھنے لگی۔ سبھی راجے وراج ہوئے اور پرہیزاس کا پسر نرمان شروع ہوا۔ سامنت گئی۔ بھکبات اور پاشن کے لوگوں کو اپنے اپنے گھر پہنچنے کی خبر دی لوگ ایک بار پھر محمود کی تباہی کی یاد کو منانے میں جٹ گئے۔ ہندو کو پھر سے بنایا گیا بنگ ستھاپت کیا گیا۔ گورنر دیکر شہنشاہ لکنئ سرور گئے اور دو سال کے قلیل عرصہ میں پھر سے سومناٹھ جی کی اسی طرح پوجا ہونے لگی۔ سارے بھارت کے راجے، ہدرائے، رانا، رنک، مورت، مردھولاناٹھ کے درشنوں کو دڑ پڑے اور سامنت۔ یہ سب کچھ کرنے والا جسکے بغیر سب کچھ ادھورا رہ جاتا۔ شاندائمر کو اور بھی لڑٹ کا سہم مل جاتا۔ اور جسکے بغیر ہمارا ج نہ بچتے، سنگٹھن نہ ہوتا۔ وہ سامنت ہر چیز سے بے تیار نہ جانے کہاں کھو گیا۔ سارے ونش کی ایک ہی لڑائی کیوں بھارت کے سومناٹھ کے واسطے سارا کُل سماپت کر دینے والا۔ اس کے بعد کسی کو نظر نہ آیا۔ ہمارا ج بھیم نے جان توڑ تلاش کی۔ مگر وہ اُسے نہ پا کر ایک عرصہ کو من میں لئے چپ رہ گئے۔ اور چولا شوجی بھولاناٹھ اُپاسکا۔ معصوم بگتہ کے خراب سے کوسوں دور ہمارا ج بھیم کے ساتھ بھکبات جانے کے بعد سے آج تک خوش نہ رہ سکی۔ اسے اپنے بھولاناٹھ کے برہ کی آگ جلاتی رہی وہ سارا جیون اپنے آپ کو پاربتی سمجھ کر شوجی کی پوجا کرنے کے بعد انکی کمزوریوں سے بچ نہ سکی۔ اس نے ہمارا ج بھیم کو شوجی کے روپ میں پایا۔ ان سے بیاہ کیا۔ اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تب وہ سمجھی کہ وہ پاربتی ہو کر کے سادھارن استری ہے۔ اور ہمارا ج بھیم بھولاناٹھ نہ ہو کر کے صرف سادھارن ہمارا ج ہیں۔ اور وہ رات ایک ہی رات جس کو اس نے مکتی کی رات تری سمجھا تھا۔ اس کے من میں ایک کانٹے کی طرح چھنے لگی۔ وہ کبھی خوش نہ رہ سکی۔ اپنی اس اڑھمتا اور گراؤٹ پر وہ سارا دن روتی رہتی۔ ہمارا ج اور داسیاں اسے خوش نہ رکھ سکیں۔ ایک دن اپنے جیون کا آخری ثروت کرتے کرتے اس نے بھگوان کے چرتوں میں پران تیاگ دیئے۔

نوٹ۔ اُستہ ہے کہ جہاں شہ جگدیش چندر اس اتھاس کو پڑھ کر محسوس کر نیکے کے مورقی پوجا کے کارن ہی ہندوؤں میں سنگٹھن تھا اور وہ دشمن کا مقابلہ حال فشتانی سے کرتے رہے۔ جب سے ہندوؤں کے اندر فرنیچوں نے اور انکے چیلوں نے اثر دھاپیدا کر دی۔ تب ہی سے ہندوؤں میں گراؤٹ آتی شروع ہوئی۔ اور اُن کا یہ حالت ہے کہ چوٹی جیتیو سداھیا پاستا۔ شوچ پو ترنا۔ بلکہ ہندو اپنی ہی ختم ہو چکا ہے۔ جو کہ مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کی دین ہے۔

# ہندو دھرم اور مورتی پوجا

(از قلم شہری جگن ناتھ مکھنہ صفی)

اوم

اوم

ایک مہاتما سوامی کرپانند جی امریکہ کے رہنے والے ہیں۔ اور پریم ہنس رام کرشن جی کے مشن کے پرچارک ہیں۔ اور یورپ کے پورے حصوں میں ہندو بن چکے ہیں۔ شکاگو کی ایک مہلا سے اپنی بھینٹ کا ڈکرتے ہیں جب وہ روم میں فیماں بندہ ہو جاتے۔ اس مہلانے نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ میں نے ہندوستان کی یا ترا کا بڑا لطف اٹھایا۔ اسکی پرچمیں نارنجی یا دگاریں۔ اسکی مہلے بولتی مارتی ہے، تاج تھل اور خط کشیر کے پہاڑی مقامات نے تو میرا من موہ لیا۔ بیشک وہاں کی آبادی مغربی کاشتکار ہے جسکو دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ بھارتی ہندو بہت محنت کر رہی ہے، اور جیون مشر کو ملدی ہی اونچا کرنے میں سبھلتا پرست کر لیتی، لیکن جس چیز کو دیکھ کر میرے دل پر سخت چوٹ لگی۔ وہ تھا ان کا اندھ دھنواں یا دھنواں خیالات اور مورتی پوجا یا بت پرستی، میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کہ کس طرح وہ لوگ مورتیوں کے سامنے گھٹنے یا سنگھ اور باجے بجاتے ہیں۔ جیسے کسی خاص شخص یا اوس پر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کو ایک روحانی ملک مانا جاتا ہے لیکن حیرانی یہ ہے کہ یہ لوگ بت پرستوں کے سوا اور کچھ نہیں مجھے تو وہ دھرم ہیں اور برکرتی پوجا ہی دکھائی دیے۔

سوامی کرپانند جی فرماتے ہیں کہ میں بھارت ویش کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ لیکن امریکہ اور یورپ میں مجھے ہمیشہ اچھی لوگوں سے ملکر جو ہندوستان کی سیر و سیاحت کیلئے یہاں آئے اور یہاں کے لوگوں (ہندوؤں) کے متعلق عجیب قسم کے خیالات لیکر یہاں سے لوٹے نہایت ہی دکھ ہوا۔ انکی نقطہ بینی خاص طور پر ہندوؤں کے خلاف تھی جن کو وہ مورتی پوجک خیال کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ہندو لوگ سوائے بت پرستی یا مورتی پوجا کے کچھ نہیں جانتے۔ ہندو دھرم کے متعلق اس قسم کی غلط فہمی پیدا کرنے والے محض وہ لوگ ہیں جو غیر ملکی سیاست دانوں کی رہنمائی کیا کرتے ہیں۔ بڑے جوش و خروش سے ہندوؤں اور مورتیوں کے متعلق ایسی ایسی باتیں انہیں سناتے ہیں (محض دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے) جسکو سنکر وہ اچھی لوگ حقیقت کو نہ سمجھ کر کچھ کی کچھ رائے قائم کر لیتے ہیں۔

یہ امریکن لوگ آگے فرماتے ہیں کہ ہمیں میں ہی ہمارے دماغوں پر پونے زمانے میں مروج بت پرستی جس میں ایشور کی پرتی کی تو ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی، خوب نقش نگینی تھی یعنی امریکہ کے پشوں کو ہمیں میں ہی ایسی بت پرستی کے خلاف سکھانا دیکھائی ہے اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ جہالت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے یہ لوگ بس انسانی ہیں سچے مذہب کی نفاست اور خوبیوں کو پہچاننے کیلئے باہل بے بہرہ ہیں اس روشنی کی کرنیں ان تک نہیں پہنچ سکیں۔ اس قسم کے اوٹلی روایات کو جو زمانہ جہالت کی خصوصیت سمجھے جاتے ہیں ہندوستان جیسے ملک میں پھیلے ہوئے دیکھ کر جو اپنی روحانیت کیلئے بھی مشہور عالم ہے، واقعی ایک اچھا معلوم ہوتا ہے، جو ہماری سمجھ میں نہیں آتا اسکا ہی ہر مغربی محقق کے لئے جو اسکی تہ میں پہنچنے کی کوشش کرتا ہے یہ



اگر بھی باعث حیرت ہے کہ ہندوؤں کی اکثریت جو موروثی پوجاک ہیں کسی صورت میں خلاف تہذیب برہمنیت کے حامی نہیں ہیں۔ بلکہ انہیں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو فلسفانہ روشنی سے منور ہیں اور جن کے ہر دیوں میں دینی سیاحیوں کیلئے جو مالک حقیقی کے ظہورات ہیں۔ گہری عقیدت ہے۔ اور ساتھ ہی ان میں غلیظ طور پر دوسرے مذاہب کے لئے جذبہ محبت، حقیقی خدمت اور خیرات و بخشش کچھ ایسی خصوصیات ہیں جسکو دیکھ کر اجنبی کا سر اپنی لاشہ بہشت کیوہ سے خود بخود شرم سے جھکا جاتا ہے۔ ایسی گہری روحانی خوبیوں کے مالک بت پرستی کے کس طرح شکار ہو سکتے ہیں؟ ان کے متعلق ایسا خیال کرنا ہی حماقت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ حقیقت میں بت پرستی کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں؟ جیسا عام لوگ خیال کہتے ہیں۔ کیا وہ سچ سچ پریم دیو پر ماتما، مالک حقیقی کی جگہ مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں؟ اس کا جواب میں ایک کہانی سے دیتا ہوں۔ جو ہندوستان میں مشہور ہے اور سوامی دیوانند جی کے عقیدے کی ایک بھلاک جس سے غلطی ہے۔ سوامی جی جن دنوں شمال مغربی بھارت کی باترہ کر رہے تھے۔ وہ ایک مغربی تعلیم یافتہ ہندو کے ہاں قیام فرما ہوئے، گھر کے مالک نے سوامی جی سے کہا کہ مجھے مورتیوں میں کچھ شرم دھا نہیں ہے میں ایسے بالکل فضول سمجھتا ہوں۔ ٹھوڑی ہی دیر بعد سوامی جی کی نگاہ اس کے باپ کی فوٹو پر پڑی۔ جو دیوار کے ساتھ لٹا رہی تھی سوامی جی چلائے۔ ارے بھائی اس تصویر کو دیوار سے اتار دو اور اس پر ٹھوٹو، سوامی جی کی یہ آگیا مندر اس کے دل کو سخت چوٹ لگی۔ اور وہ بول اٹھا۔ کہ یہ تو میرے پیتا جی ہیں۔ یسٹنکر سوامی جی مسکرائے اور فرمایا کیا تم اس کاغذ کے ٹکڑے کو اپنا پیتا مانتے ہو؟ بیشک نہیں میں اسے پیتا تو نہیں مانتا لیکن مجھے پیتا جی کی یاد دلادیتا ہے۔

سوامی جی نے فرمایا بیشک ایسا ہی ہے تم نے اپنے گھر میں اس کاغذ کے ٹکڑے کو بڑی عزت کی جگہ دے رکھی ہے۔ اس واسطے نہیں کہ یہ کاغذ کا ٹکڑا ہے، بلکہ محض اس لئے کہ یہ تمہیں انکی یاد دلاتی ہے جن سے تمہیں اپنی محبت تھی، اور محض یہی وجہ ہے کہ جگت جن اپنے گھروں میں پوتر مورتیاں یا دیگر رکھتے ہیں یا یقیناً تم ان اتنے مورک یا بھٹی ہیں خیال نہیں کر سکتے کہ وہ ان انسان کے ہاتھ کی بنی ہوئی پتھر کی مورتیوں یا بتوں کو دیوتے ہی مان لیں جنکی وہ پوجا کرتے ہیں۔ لوگ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ پتھر یا دھات میں کوئی خاص متبرک یا پوتر تا نہیں ہوتا ہے لیکن خاص شعلوں میں ان کو ڈھال کر یا گھر کر جنکے درشن انکے ہر دلوں میں پر بھو پر ماتما، جگہ نشور کے پریم، پوتر تا اور کرپا کی یاد دلادیتے ہیں اور وہ ان شکلوں یا مورتیوں کی کیوں پر بھو پر ماتما کی خاطر ہی عزت کرتے ہیں جنکی واسطوں میں وہ پوجا کرتے ہیں کیونکہ پوجا تو دراصل پر بھو جگہ نشور کی ہی ہوتی ہے۔ اس حالت میں بہت سے لوگوں کو جو مشکل پر پیش ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ۔۔۔ مغربی لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کی پوجا یا پرستش نہیں کرنا چاہتے جو البیشور یا مالک حقیقی نہیں ہے مشکلات اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب وہ پر ماتما کا بقوت کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ ہے۔

جو مقامات کرۂ ارض پر زور دراز واقع ہیں ان کا بھی ہم صحیح طور پر تصور نہیں کر سکتے۔ اگر ہم نے ایک دفعہ انہیں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو ہم مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان کا دستور ان مقامات کے مطابق نہیں جو ہم دیکھ چکے ہوں اور یہ بات

کہ اس طرح کی ذہنی تصویریں اکثر غلط ہوتی ہیں اصلیت سے بالکل مختلف، ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، بدیں صورت یہ کس طرح قرین قیاس اور ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی ناشوآن چٹین شکنی سے اس امر پر آمنا یعنی بغیر غافی رب عالم کا کس طرح عینی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ہم اس ذات عظیم کے متعلق کچھ بھی رائے قائم کر لیں یا اپنے تصور میں اس ذات بے ہمتا کو کیسا ہی سمجھ لیں ایک بات تو بلا شک و شبہ درست ہے وہ یہ کہ ہمارے تصورات لازمی طور پر ناممکن اور اذہودے ہوتے ہیں اگر وہ بالکل غلط نہ بھی ہوں، کیا ایک چوٹی ہما کیہ پہاڑ کا تصور کر سکتی ہے۔ اسی طرح اپنے خالق عظیم کے لئے بلند سے بلند انسانی تصورات بھی اس کی لانتہا اور لامحدود عظمت کو غلط حدود کے اندر محدود کر دیتے ہیں اور اگر ہم اس کا عینی مشاہدہ نہ کر سکیں تو ہم اس سے محبت بھی کیا کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس کی عبادت کا آغاز بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہمارے لئے پرتھو پرتھو سے پریم تو درکنار اسکی پوجا کا آرنجہ میں کرنا مشکل ہے، خوش قسمتی سے انسان کے لئے یہ از بس ضروری نہیں کہ وہ اپنی روحانی زندگی کے آغاز کے لئے پرتھو پرتھو کی شکل و صورت کی ایک صحیح تصویر اپنے آئینہ میں قائم کرے جب تک کسی شخص کی متہوایا نگاہیں یعنی خواہشات عظیم اسے کسی سستے برزخ و عظیم کی طرف پھینک کر نہیں لیجاتیں یا اس بلند ترین اصول کی طرف جس کا تصور کرنے کی وہ خود قابلیت رکھتا ہے اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ باقی سب چیزوں کو پرتھو پرتھو کے ہاتھ میں ہی چھوڑ دے۔ چاہے ہم کسی طریقے سے بھی اشیاء پر اپنا کی پرستش کریں۔ یہ امر یقینی ہے کہ جوں جوں ہم انکی طرف بڑھتے ہیں وہ خود ہی ہمیں یہ یاد بھی اور گیان پر دیاں کرتے ہیں کہ ہم ان کے تو یا اصلیت کو سمجھ سکیں، مورتیاں یا دیگر اس کام میں بہت سہانگ ہوتے ہیں کیونکہ آغاز کے لئے کسی چیز کی ضرورت ضرور ہوتی ہے۔ (شروع کرنے کیلئے کوئی چیز ضرور چاہئے) یعنی یہ وہ چیز ہے جس پر عبادت کی بنیاد رکھی جاتی ہے، عبادت یا پراکھنا کے لئے ضروری ہے کہ من کو کسی خاص چیز پر کنیدری بھوت یا مرکوز کیا جائے اور اس میں مورتیاں ہی ہماری امداد کرتی ہیں۔ ایک دفعہ جب مالشک پراکھنا میں متہجرا یا اگر تا پراپت ہو جائے تو من سبھاوک طور پر پی سوکھشم سچائیوں کی طرف اگر منت ہو جاتا ہے بھکتی بھاو دھیرے دھیرے پوتر ہو کر پریم کی پراکاشا یا پورنا کی اوستھا کو پراپت ہو جاتا ہے جو کیوں پریم کو پراپی کا لپل ہے۔ ارتھات پریمو کرپا سے ہی یہ اوستھا پراپت ہوتی ہے۔ نتیجہ انہیں یہاں یوگی پریم ہنس یوگا مندی نے ہی سکھنا دی تھی کہ واشوک مورتی پوجا یا اصلی بت پرستی جس کا شانستروں میں کھنڈن کیا گیا ہے وہ امنت اور سر دیامک بھگوان کے باہرہ جنوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا جو پرتھو پرتھو کے لئے بھکتی بھاو پڑھانے میں سہانگ ہوتے ہیں وہ مذہب (قابل ملامت) اپنے مابے ایسی چیزوں کی جو انسان کو پرتھو سے پرے پھینچ لے جاتی ہیں مثلاً دھن ایمان اور سنسار (یعنی دولت شہرت اور دنیاوی طاقت و اعتشام) پرائن، اسبھیہ اور گونا گوں یعنی زمانہ سابق کے پرتھو لوگ پتھر کی جی ہوئی مورتیوں کی پوجا محض دھن پراپتی یا دنیاوی چیزوں کے حاصل کرنے کی نیت سے ہی کیا کرتے تھے، وہ دراصل ایک ایسے ست کے ساتھ ایک ثابت ہوئے جس کو ماننے والے یا مہوکار اس وقت تمام دنیا میں دکھائی دے رہے ہیں، اور جو ان سے بھی بڑھ چڑھ کر اس کام میں شگن ہیں حقیقت میں یا اصلی معنوں میں بت پرست تو وہ لوگ



ہیں جو جڑ وادی ہیں، مادیت پرست ہیں حصول دولت ہی چیز کا مذہب ہے، خواہ نہ اس کی طور پر کسی مذہب کے پیروکار بنے ہوئے ہوں۔ مغربی لوگوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ شروعات دنیا کی بت پرستی میں اور پھر بھگتی کے بھاؤ کو بڑھانے کے لئے کچھ چیزوں (یا علامات) کے استعمال کرنے میں کیا فرق ہے۔

انسان کی تلاش حق کے دائمی سفر کے لئے باطنی مبارکہ خیالات بڑے بیش قیمت ہو گئے ہیں لیکن نسلی تعقیبات اس کے لئے زبردست سد راہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہ ایک زبردست رکاوٹ ہے جو حقیقت کو بھی ہماری آنکھوں سے پوشیدہ رکھتی ہے۔۔۔ مترجمہ

درجہ پنجم

ایک نفع مند مسلمان کی جنت کی خواہش اور اشتیاق روزہ

عقائد اسلامیہ

جدید عقائد

## نمنا پاسک ف روزہ دار

اعظم حقیقت رقم مصور جذبات سوامی اکھنڈا تمانندی پاتس پریم ہنس ہنیا سی شری پریم ہنس اشرم  
ڈیگ ضلع بھرت پور راجستان

پہلا سن۔ ایک مسلم گھرانہ (میاں بیوی اور ایک اٹھ سالہ بچے کا بیٹھے نظر آنا)

میاں۔ نیک بی بی ماہ رمضان مبارک کا چاند نظر آگیا ہے۔ کل سے روزوں کی شروعات ہے۔ جنت کا دروازہ کھل رہا ہے۔ گناہوں کا داغ دھل رہا ہے۔ سچے دل سے کی گئی توبہ اسی جہنم قبول ہوتی ہے۔ خدا کے نیک بندوں پر رحمت خدا اسی جہنم نازل ہوتی ہے سحری کا بندوبست بھی ہو جانا چاہئے اور یاد الہی کرتے کرتے سو جانا چاہئے۔  
بیوی۔ ہاں مالک! آپ کا فرمانا بالکل بجا ہے رمضان شریف ہی تمام مشکلات میں مشکل کشا ہے سحری کیلئے سب کچھ موجود ہے۔ اس وقت تو ہر مسلمان سر بسجود ہے یہی بھی اس مبارک جہنم کی تعریف و توصیف میں کچھ گانا چاہئے۔ اس چھوٹے سے بچے کے دل پر کچن ہی میں رمضان شریف کا سکہ بھٹانا چاہئے۔

میاں۔ کیوں نہیں۔ دونوں کا بل کر گانا۔

جس کا ہے ایمان مسلم وہ ہی نیک مسلمان ہے  
فرض مسلمان پر روزہ دینا قرآن شہادت ہے  
نیک مقدار جن لوگوں کے رکھتے روزے سارے ہیں  
کھل گیا جنت کا بھانگ ہے اس پاک جہنم میں  
جنت کا خدا دی ہے جسکو پیارا ماہ رمضان ہے  
بھٹو کے پیار سے روزہ رکھنا سب سے بڑی عبادت ہے  
رحمت باری اُن پر بھاری اللہ کے وہ پیارے ہیں  
بحر ظلمت پار کریں گے بیٹھ کے پاک سفینے میں

پورے روزے رکھ کر اس ہم سب عید منائیں گے  
 جھوک پیاس کی رحمت سہہ کر رحمت باری پائیں گے

بیٹیا۔ اسی جاں میں بھی روزہ رکھوں گا۔ میں بھی تو اب کا بیٹھا بھل چکھو گا۔ مجھے بھی تم جی کا دینا اور سحری مجھے کھلا دینا۔  
 بیٹوی۔ بیٹا بھی تو تو طفل نادان ہے بھو بھالی ننھی سی جاں روزہ رکھ کر ٹری ٹری ٹرے ٹرے بھی کھرا جاتے ہیں بھوک پیاس سے تھلا جاتے ہیں برہنہ  
 مٹے مٹا تیری عمر روزہ کرے اور تو بڑا ہو کر اتنا راسخ الاعتقاد روزہ دار بنے کہ خاندان تو کیا سارا اسلام کچھ پر ناز کرے۔

جیسا میری جی تھی اسی کیلئے اپنے اس غمزدار روزہ بکھونگا۔ اپنے اس نیا۔ بار دے سے کبھی نہیں مٹونگا۔ مجھے ضرور جگا دینا سحر کی جگہ دینا اور روزہ دار بننا پڑا۔  
(دو دن میاں بیوی کا پیار سے بیٹے کا منہ چوم لینا اور اسے شاباشیں اور تسلی دیکر سلا دینا۔ ابو جود بھی سو جانا۔ ڈراپ سین  
دوسرا سین۔ (وہی گھرانہ)۔ (وقت سحر دونوں میاں بیوی کا اٹھ کر سحر کرنا اور یاد الہی میں مشغول ہو جانا۔)

بدیشا۔ (روز) نکلیے بیدار ہو کر کمر بستہ سے اٹھ کر مایوسانہ انداز میں (دیکھو) آبا جان! اُمی نے مجھے بیدار نہیں کیا۔ اُنکے بھئی میری دلی آرزو پر چڑھا نہیں دیا۔ آپ دونوں نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے۔ میری نیک خواہشات کو کچل دیا ہے۔ میرا سارا دن وہ روزی سیر کر رہا۔ جسے صبحی اور مقبوری میں گزبے کا یہ بیجوی۔ میرے لال اس عمر میں روزہ رکھا نہیں جاسکتا۔ سارا دن بھوکا پیاسا سارا نہیں جاسکتا۔ اسلئے وہ یہ دانستہ تیری باتوں پر دھیان نہیں دیتا تھا۔ اور مجھے جگا کر خواہ مخواہ چریشان نہیں کیا تھا۔ بدیشا! کیا قرونِ پاک میں بچوں پر روزہ ناروا ہے کیا بڑی عمر والوں پر یہی حجت کا دروازہ ترا ہے جس نے تو ایسا مسئلہ کہ جو بھی بھوکا پیاسا رہ کر سارے روزے رکھتا ہے۔ وہ آخرت میں جنت کا لچل چکھتا ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ میرا ایک روزہ خطا کر دیا ہے۔ اور میرے حصولِ جنت کی راہ میں روڑا اٹکادیا ہے۔

تو ان پاک میں ہر اک مسلمان پر روا روزہ - کیا کس واسطے ہے آپ نے میرا خطا روزہ  
میں جاں سے ہاتھ دھو لو نگا خداوند کی قسم مجھ کو - اگر اموز کی مانند نہ کل بھی گیا رکھتا روزہ  
میں۔ بیٹا تم نہ کرنا اہم نہ کرنا اتنی سخت قسم نہ کیا۔ دلو! اتنا اہم نہ بنا۔ کل تو فرشتے بھی جگایا گیا۔ اور نچھارے لار بنا دیا جائیگا۔  
بیٹا! دل ہی دل میں کل تو میں خود ہی جاگتا رہوں گا۔ اب کے ہرگز دھوکا نہیں کھاؤں گا۔ (ظاہر) س

میری اتنی میرے آبا خدا کی تم پر رحمت ہو  
نہ ہرگز بھولنا کہ تو غمِ مجھ کو چکا دینا  
میں پورا کر سکوں روزہ مجھے دل سے دعا دینا  
میرے روزے کی برکت سے میسر دل کو راحت ہو  
سکون دل بے جھگڑو مجھے سحری بھلا دینا،  
نہ پائیں پا میرے لغزش میری ہمت بڑھا دینا

آمینیں میری پوری ہوں میں پورے دوزے رکھ پاؤں  
 وقت کتنی بھی پیش آئے کبھی پار میں نہ گھسواؤں  
 میاں۔ (دل ہی دل میں) انھی سی باں دلوں کا طیفان۔ اتنے پاک ارماں۔ اتنے سبکچے کی کیا اوقات ہے ضرور خدا  
 کی شفقت کا اس کے ہر لمحہ ہے۔ (غلام)





قرشتہ۔ خدا کے تریک خانہ داروں میں ایک پر دہیسی روزہ داروں میں عزت سے مجبور و لاچار میںوں اگر کھربے کچھ کھاتا  
موجود ہو تو خدا کے نام روزہ افطار کرادیجئے اور کھانا کھلا دیجئے۔

(الطہاری کا رکھا سب پکوان لے کر میاں بیوی دونوں کا فوراً دروازہ پر آنا۔) سائل میاں لیجئے۔ روزہ افطار کیجئے۔  
 میاں۔ روکھا سوکھا کھانا تناول فرمائیے روزے کی بھوک پیاس مٹائیے اور نمازے حتیٰ میں دُعا و خیر کیجئے۔  
 فرستہ۔ (کھانا کھا چکنے کے بعد) بندگانِ خدا تم دنوں کے چہروں پر اُدھی کیوں ہے فکر و غم کی عکاسی کیوں ہے۔ رمضان مبارک  
 میں روزہ داروں کو فکر و غم رنج و الم، گہو کہو حقیقت حال کیا ہے؟ میاں بیوی کا سائل کا ہاتھ پکڑ کر گھر کے اندر لے جانا اور بیٹے کی ہریت  
 کے پاس بٹھا کر میت سے کپڑا اتار دینا۔)

فرشتہ۔ میت دیکھ کر ہنسیوں ہی ہنسیوں میں کچھ بڑھتے اور بہت پر پھینک مارتے رہنا آخر میں پانی کا چھینٹا دم گمر کے دینا (ظاہرہ) اٹھ اٹھ ننھے روزہ دار پوشیار ہو۔ حکم خدا سے گہری غیند سے بیدار ہو۔ اپنے غم رسیدہ والدین سے ملنے کے لئے تیار ہو۔ اٹھ اٹھ دیکھتے تیرے غم میں زندہ کا کتنا غیر حال ہے روزوں میں پر کتنا غلام ہے۔ اٹھ روزہ افطار کر اور دونوں کے دلوں کو خوشی سے سرشار کر۔ رلاش میں حرکت ہونا ہستہ ہستہ بچے کا آنکھیں کھولنا فرشتہ کا اپنے دست مبارک سے روزہ افطار کرنے کیلئے اس کے منہ میں ایک چھوٹی پانی ڈالنا۔ بچہ کا ہوش میں آکر ماں باپ کی طرف دیکھ کر مسکروانا، روزوں کا بیٹھ سے پیدل جانا فرشتہ کا غائب ہو جانا۔ ڈراپ سین۔ ڈرامہ ختم۔ پارس ہندیسی ڈیاگنوسیس ۲ رمضان المبارک

بلی کی آنکھوں جیسی چمک

جوتوں پر لانے کے لئے

بسم الله الرحمن الرحيم

بابی شکر کریم کا استعمال کیجئے

بائی بوٹ پالش کمپنی دہلی ۶





....کنو وکیشن کا دن۔ مجھ کو اس بات کی خوشی ہے کہ

اُس کا بیٹا اگر مجھ کو بیٹ ہو گیا۔

سب امیں یہ خواہش کرتی ہیں کہ ان کے بیٹوں کو تعلیم اور عزت ملے۔

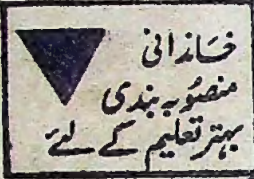
لیکن تعداد زیادہ ہونے پر کبھی ماں باپ اپنے بچوں کو

زندگی میں یہ مواقع فراہم نہیں کر سکتے۔

اگر آپ اپنے خاندان کو دو یا تین تک محدود رکھیں تو اپنے

بچوں کو بہتر تعلیم دلا سکتے ہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی کے لئے مفت مشورے  
اور خدمات آپ کو فیملی ویلفیئر لائنگ سینٹرس سے  
دستیاب ہیں۔ ان کی سچان لال نکون سے  
ہو سکتی ہے۔





5- سالہ  
ڈاک گھر میعاد ڈیپازٹ سے

کما تے

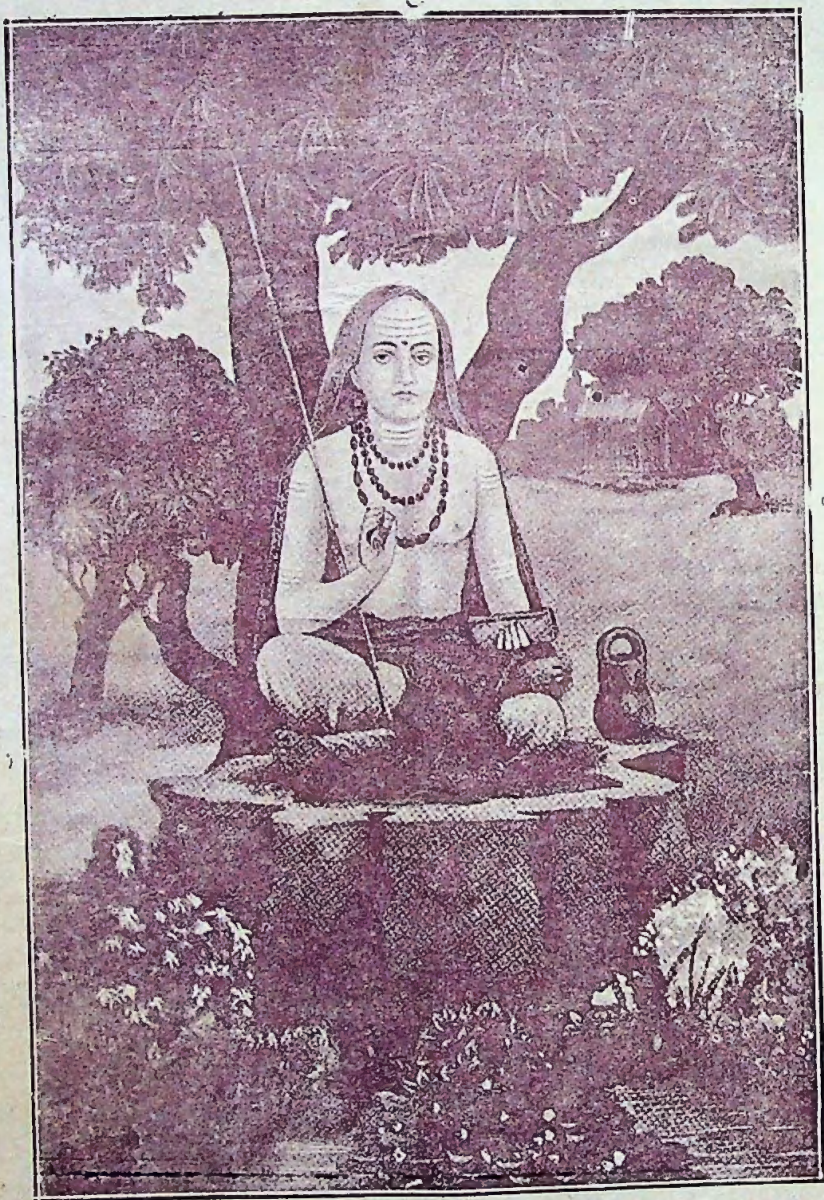
3 ڈیپازٹ 7% فیصد 1 ڈیپازٹ 6% فیصد

سالانہ 3000 روپے تک سود جس میں دوسری قابل ٹیکس  
سیکورٹیوں اور جمع رقموں کے سود بھی شامل ہیں، آمدنی  
ٹیکس سے بری ہے۔

تفصیل کے لئے اپنے ڈاک گھر سے معلومات حاصل کریں

قومی بچت آرگنائزیشن





जगद् गुरु स्वामी शंकराचार्य जी

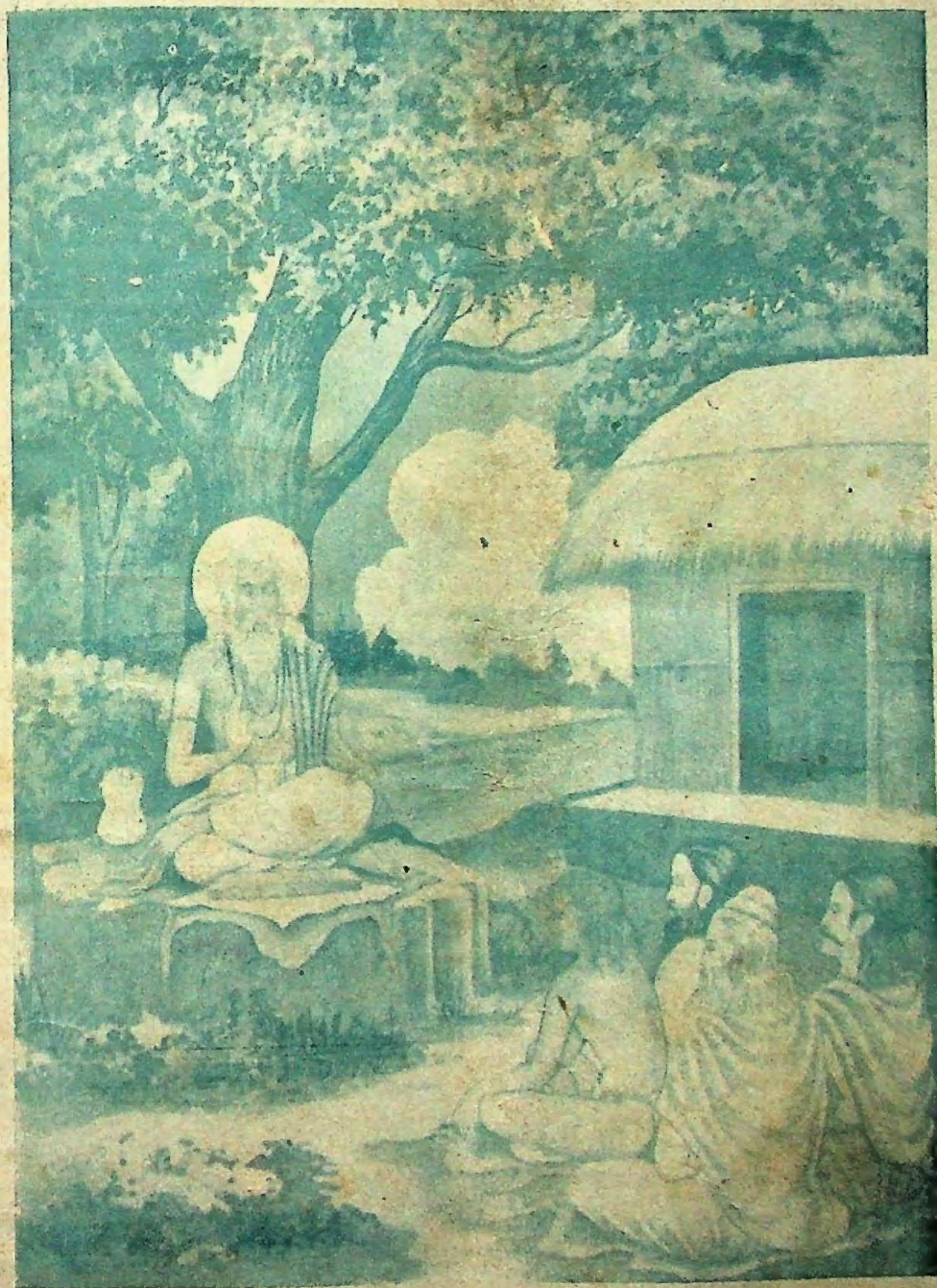


# Monthly 'OM' Delhi.

VOL. 37

JULY 1971

Regd. No. D-209



श्री वेन व्यास जी